تنظیم اسلامی کا ترجمان

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

19

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

مسلسل اشاعت کا
30 واں سال

13 تا 19 شوال المکرم 1442ھ / 25 تا 31 مئی 2021ء

مخالفت وایذا پر صبر و استقامت

نبی اکرم ﷺ کی تربیت کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ یہ تربیت میدان میں اُتارنے کے لئے تھی، محض گوشے میں بٹھانے کی تربیت نہیں تھی۔ اس لئے کہ فوراً کشاکش یا عرف عام میں کشمکش شروع ہو جاتی تھی۔ جہاں زبان سے ”لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ“ کا کلمہ نکلا فوراً مار پڑنی شروع ہو جاتی تھی۔ اب یہ جو مار پڑ رہی ہے تو یہ عملی تربیت کا مؤثر ترین ذریعہ ہے۔ اگر اس کو جھیلو گے تو تمہاری قوتِ ارادی مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی جائے گی، تمہارے اندر صبر و استقامت کے اوصافِ عالیہ ترقی پاتے چلے جائیں گے۔ اگر یہ کشمکش نہ ہو تو اس کی مثال ایسی ہے کہ آپ کسی شخص کو تیرنے کی تربیت خشکی پر دیں اور اسے بتائیں کہ تیرنے کے لیے یہ کرنا ہوتا ہے، وہ کرنا ہوتا ہے۔ لیکن سال بھر کی ٹریننگ سے بھی وہ شخص تیراک نہیں بنے گا، جبکہ زیر تربیت تیراک کو پانی میں اتاریئے اور اسے بتایئے کہ تیرنے کے لیے اپنے ہاتھ، پاؤں اور پورے جسم کو کس طرح استعمال کرنا ہے تو وہ چند دنوں میں بلکہ اگر کوئی ذہین ہو تو ایک ہی دن میں تیراک بن جائے گا -------- تو محمد ﷺ کی تربیت خانقاہی نہیں ہے۔ گوشے میں بٹھا کر دی جانے والی تربیت نہیں ہے۔ غور کا مقام ہے، محمد رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں کیا کہ لوگوں کو نکال کر کہیں اور لے جائیں اور وہاں تربیت دیں، بلکہ یہ کیا ہے کہ جو شخص جہاں ہے، وہیں تربیت پائے۔ اور وہ شخص وہیں کھڑے ہو کر کہے کہ میں ایک اللہ کو مانتا ہوں، میں جناب محمد ﷺ کو رسول اللہ تسلیم کر چکا ہوں اور آپؐ کے نقشِ قدم اور آپؐ کی سنت پر چلنے کا فیصلہ کر چکا ہوں، میں آخرت کے محاسبہ کا یقین رکھتا ہوں۔ اس پر کشمکش شروع ہو جائے گی۔ اپنے گھر میں کشمکش ہو گی۔ اہل وعیال اور رشتہ داروں سے کشمکش ہو گی۔ آج آپ ذرا کسی رسم کو چھوڑ کر دیکھئے آپ کی برادری آپ کا حقہ پانی بند کر دے گی۔ ذرا آپ زمانے کے جو چلن ہیں، جو رواج ہیں، ان کو چھوڑ دیجئے۔ آپ کو یہ نظر آ جائے گا کہ آپ کے بچوں کے لیے رشتے نہیں ملیں گے، آپ کی بچیوں کے لیے کہیں سے پیغام نہیں آئیں گے۔

منہج انقلابِ نبویؐ
ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اس شمارے میں

مغضوبین اور ضالین کا ناپاک گٹھ جوڑ
مسئلہ ناموسِ رسالت کی حساسیت
اسرائیلی دہشت گردی پر امیر تنظیم اسلامی....
اسرائیلی جارحیت کے پس پردہ مقاصد
لہولہو فلسطین، کل اور آج
آخری معرکہ

الہدیٰ (937)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کے ثمرات

سُورَۃُ النُّوْر | بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ | آیت: 55

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـــًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝۵۵

آیت ۵۵: ﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ ’’اللہ کا وعدہ ہے تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں‘‘

بلکہ یہ وعدہ تو اُن مؤمنینِ صادقین کے لیے ہے جو ایمان اور عملِ صالح کی شرائط پوری کریں۔یعنی جو ایمانِ حقیقی کے تمام تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے ہر وقت کمر بستہ رہتے ہوں۔

﴿لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠﴾ ’’کہ وہ ضرور انہیں زمین میں خلافت (غلبہ) عطا کرے گا‘ جیسے اُس نے ان سے پہلے والوں کو خلافت عطا کی تھی‘‘

یعنی اے اُمتِ محمدؐ! اگر تم لوگ ایمانِ حقیقی اور اعمالِ صالحہ کی دو شرائط پوری کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں زمین میں اسی طرح غلبہ اور اقتدار عطا کرے گا جس طرح اس سے پہلے اس نے حضرت طالوت‘ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان ؑ کو خلافت عطا کی تھی۔

﴿وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ﴾ ’’اور وہ ضرور ان کے اس دین کو غلبہ عطا کرے گا جو اُن کے لیے اُس نے پسند کیا ہے‘‘

اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ دین کو لازماً غالب کرے گا۔ظاہر بات ہے کہ جہاں مسلمانوں کی خلافت ہوگی وہاں لازماً اللہ کے دین کا غلبہ ہوگا اور اگر کسی حکومت میں اللہ کا دین غالب ہوگا تو وہ لازماً مسلمانوں ہی کی خلافت ہوگی۔

﴿وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ﴾ ’’اور وہ ان کی (موجودہ) خوف کی حالت کے بعد اس کو لازماً امن سے بدل دے گا۔‘‘

یہ اس کیفیت کی طرف اشارہ ہے جو ہجرت کے فوراً بعد کے زمانے میں مسلمانوں پر طاری تھی۔اس زمانے میں مدینہ کے اندر مسلسل ایمرجنسی کی سی حالت تھی۔تینوں وعدوں کے بارے میں ایک اہم نکتہ یہ ہے کہ یہاں بار بار حروفِ تاکید استعمال ہوئے ہیں۔گویا تینوں وعدے نہایت تاکیدی وعدے ہیں۔

﴿يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـــًٔا ۭ﴾ ’’وہ میری ہی عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔‘‘

میرے نزدیک یہ حکم مستقبل سے متعلق ہے۔یعنی جب میرا دین غالب آجائے گا تو پھر مسلمان خالص میری بندگی کریں گے اور کسی قسم کا شرک گوارا نہیں کریں گے۔

﴿وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝۵۵﴾ ’’اور جو اس کے بعد بھی کفر کرے تو ایسے لوگ ہی فاسق ہیں۔‘‘

اس کا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ دین کے غلبے کے ماحول میں بھی جو شخص کفر کرے گا تو اس کے اندر گویا خیر کا مادہ سرے سے ہے ہی نہیں۔دوسرا مفہوم یہ ہے کہ باطل کے غلبے میں کسی شخص کا ایمان لانا‘ اس پر قائم رہنا اور اس کے مطابق عمل کرنا انتہائی مشکل ہے‘ لیکن جب دین غالب ہوجائے اور ساری رکاوٹیں دور ہوجائیں تو اس کے بعد صرف وہی شخص دین سے دور رہے گا جس کی فطرت ہی بنیادی طور پر مسخ ہوچکی ہے۔

فرمان نبویؐ

تقویٰ اور حسن اخلاق

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اِتَّقِ اللّٰہَ حَیْثُمَا کُنْتَ، وَاَتْبِعِ السَّیِّئَۃَ الْحَسَنَۃَ تَمْحُھَا، وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ)) (رواہ الترمذی)

سیدنا ابوذر ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’تم جہاں کہیں بھی ہو اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھا کرو اور کوئی گناہ سرزد ہوجائے تو اس کے فوراً بعد نیکی کرلیا کرو‘ وہ نیکی اس گناہ کو مٹا ڈالے گی۔اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آیا کرو۔‘‘

تشریح: اللہ تعالیٰ کی ناراضی سے بچنے کا نام تقویٰ ہے۔تقویٰ تمام نیکیوں کی بنیاد ہے۔ اِس لئے حکم دیا گیا ہے کہ انسان جہاں کہیں بھی ہو (اور جس حال میں ہو) اللہ کا تقویٰ اختیار کرے کہ اس طرح وہ گناہوں سے بچا رہے گا۔شیطان کا وار اُس پر اثر نہیں کرے گا۔اگر کہیں غفلت میں مبتلا ہو کر اُس سے گناہ کا صدور ہوجائے تو فوراً نیکی کا کام کرے‘ اِس لئے کہ نیکیاں بہت سے صغیرہ گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔دوسرے یہ کہ معاشرتی زندگی میں بندۂ مومن کی بہترین صفت حسن اخلاق ہے‘ سو حکم ہے اعلیٰ اخلاق کو اختیار کیا جائے۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

13 تا 19 شوال 1442ھ — جلد 30
25 تا 31 مئی 2021ء — شمارہ 19

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 15 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......600 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا----------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مغضوبین اور ضالین کا ناپاک گٹھ جوڑ

فلسطین کی مقدس سرزمین کے حوالے سے موجودہ صہیونیوں اور عیسائیوں کے درمیان ناپاک گٹھ جوڑ وجود میں آچکا ہے۔ صہیونی ریاست اسرائیل، نہتے اور بے گناہ فلسطینیوں کے خون سے ہولی کھیل رہی ہے اور امریکہ و یورپ کی عیسائی ریاستیں اسرائیل کی پشت پر دیوار بنے کھڑی ہیں۔ ستم ظریفی ملاحظہ ہو کہ اسرائیل کی ریاستی دہشت گردی اور یکطرفہ خونریزی کو یورپ اور امریکہ کا عیسائی میڈیا دو فریقوں کے درمیان لڑائی قرار دے رہا ہے اور اسرائیل کے حقِ دفاع کی بات بڑے زوردار انداز میں کر رہا ہے۔ حالانکہ یہ یکطرفہ طور پر عورتوں اور بچوں سمیت فلسطینیوں کا قتل عام ہے۔ امریکہ سلامتی کونسل کی قیام امن کی قراردادوں کو مسلسل ویٹو کر کے جان بوجھ کر اسرائیل کو زیادہ سے زیادہ فلسطینیوں کو تہ تیغ کرنے کا موقع فراہم کر رہا ہے۔ اسرائیل کی اِس غنڈہ گردی اور عیسائی دنیا کی فراہم کردہ اِس اعانت کا تفصیلی ذکر کرنے سے پہلے ہم ارضِ فلسطین کی مختصر تاریخ قارئین کے سامنے رکھنے کی کوشش کریں گے۔

اللہ رب العزت نے تو ارضِ فلسطین دین کے قیام اور شریعت کے نفاذ کے لیے سارے جہان پر فضیلت کے وعدہ کے ساتھ ''امت اوّل'' یعنی بنی اسرائیل کے لیے لکھ دی تھی، لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے انتہائی مایوس کُن اور افسوسناک جواب کے بعد یہ مقدس سرزمین اُن پر چالیس سال کے لیے حرام کر دی گئی۔ اس کے بعد انہیں توبہ اور حضرت طالوت کے ہمراہ قتال کے بعد اپنے وعدہ کے عین مطابق پہلے داؤد اور سلیمان علیہما السلام کی سلیمانی سلطنت اور ہیکل سلیمانی کی تعمیر اوّل کی شکل میں عروج حاصل ہوا، لیکن بعد ازاں بنی اسرائیل تحریفِ کتاب، پھر بعض انبیاء کے انکار اور بعض کے قتل جیسے جرائم میں ملوث ہونے کے نتیجے میں بخت نصر کے ہاتھوں بدترین ذلت سے دوچار ہوئے اور اپنے ہیکل کی بے حرمتی کے ساتھ اس مقدس سرزمین سے بھی بے دخل کر دیے گئے۔ پھر حضرت عزیر علیہ السلام کے دورِ نبوت میں احیائی کوششوں کے نتیجے میں مکابی سلطنت اور ہیکل سلیمانی کی تعمیر ثانی کی شکل میں دوسرا عروج حاصل ہوا۔ لیکن اُن کے اخلاقی و عملی زوال کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے ''معجزاتی اور مبشر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقدامِ قتل'' کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے رفع آسمانی اور یہودیوں کے انتشارِ زمینی کا فیصلہ کیا اور بحیثیت امت ان کی مہلت ختم ہوگئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ''پیروکاروں'' کو یوم قیامت تک اِن ''کافروں'' پر غلبہ کا فیصلہ فرما دیا گیا اور اللہ کی وحدانیت کی شہادت اور رسولوں کی نصرت کی ذمہ داری ''نصاریٰ'' کے کندھوں پر آ گئی۔

لہٰذا مشرک رومن کے ہاتھوں ان یہودیوں کی تاریخی پٹائی ہوئی اور ہیکل کا مسمارِ ثانی اور دوسری صدی عیسوی میں رومن شہنشاہ ہیڈرین کے حکم پر ان کا اپنے ہی قبلہ میں داخلہ ممنوع قرار دے دیا گیا اور پھر اگرچہ تقریباً 300 سال تک عیسائی مُوحِدوں نے مصائب برداشت کیے۔ لیکن بعد ازاں ''یورش تاتار'' کی طرح رومن سلطنت نے خود عیسائیت قبول کر لی اور یوں ''اپنے سے قبل کے تمام انبیاء و رسل کے ماننے

والے'' اس مقدس سرزمین کے متولی بنا دیے گئے۔ اور عیسائیوں نے ہیکل کے مغربی حصہ، جو کہ یہود کا قبلہ تھا، کے برعکس ہیکل کے مشرقی حصہ، جس میں حضرت مریم علیہاالسلام معتکف رہی تھیں، کو اپنا قبلہ قرار دے کر کلیسائے قمامہ اور کلیسائے قسطنطنیہ جیسے عیسائی مقدس مقامات بھی تعمیر کیے۔ اور اپنے رسول عیسیٰؑ اور ان کی پاک والدہ مریمؑ پر بہتان باندھنے والے کافر یہودیوں کے داخلہ کی ممانعت کو برقرار رکھا۔

لیکن جب عیسائیوں نے بھی اپنے رسول کو خدا کا بیٹا قرار دے کر بدترین شرک کا ارتکاب کیا، دین میں تحریف کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بطور کفارہ صلیب پر چڑھ کر شریعت کو ساقط کرنے کا جھوٹا عقیدہ گھڑ کر دین وشریعت کو مذاق بنا دیا اور انسانیت کو راہ دکھانے کی بجائے ظلم وستم کا نشانہ بنا کر پوری طرح اندھیرے میں ڈبو دیا تو اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو آفتابِ رسالت بنا کر بنی اسماعیلؑ میں مبعوث فرما دیا اور ''رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم'' بنا کر تا قیامِ قیامت ''تمام نوعِ انسانی پر اتمامِ نعمتِ ہدایت کا وعدہ'' اور ''پورے کرۂ ارضی کے تمام ادیان پر غلبہ دینِ حق کا مشن'' دے کر بھیج دیا اور یہ بھی ایک خوشگوار تاریخی حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے 622 عیسوی میں ہونے والی عظیم ہجرت مدینہ کے محض 8 سال کے اندر 630 عیسوی میں اس قدیم گھر یعنی مسجد الحرام والی مقدس سرزمین مکہ کی فتح نصیب فرمائی اور ٹھیک 8 سال بعد ہی 638 عیسوی میں اس مسجد اقصیٰ کی تولیت بھی امام الانبیاء و رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں کے سپرد کر دی جہاں وہ اپنے بندے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو راتوں رات تمام انبیاءؑ کی امامت اور تمام عالمین کی سیاحت کے لیے لے گیا تھا۔ جب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فاتح کی حیثیت سے یروشلم میں داخل ہوئے تو عیسائیوں کی طرف سے عائد شرائط میں ایک اہم شرط یہودیوں کے داخلے کی ممانعت کو برقرار رکھنے کی تھی، لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خود ان کے قبلہ کی جگہ کا تعین کروا کر جہاں عیسائیوں نے اظہارِ نفرت کے طور پر گندگی کے ڈھیر لگائے ہوئے تھے، اپنے مبارک ہاتھوں سے اس کی صفائی کی اور انہیں عبادت کے لیے داخلہ کی اجازت بھی دے دی۔ اور معاہدہ کے مطابق یہود کو وہاں بسنے کی عمومی ممانعت انتظامی طور پر برقرار رکھی۔ پھر آپؓ عیسائیوں کے کلیسا میں گئے تو ان کی پیشکش کے باوجود آپؓ نے باہر آ کر بیت المقدس کی جنوبی دیوار کے قریب جگہ کو نماز کے لیے مختص کیا، جہاں بعد میں مسجد عمر رضی اللہ عنہ تعمیر کی گئی، جو کہ ہیکل کی چار دیواری کے اندر تو ہے لیکن اصل عمارت سے ہٹ کر ہے۔

یوں اسلام نے تاریخ میں پہلی مرتبہ مسجدِ اقصیٰ جس کے ماحول کو ہی اللہ تعالیٰ نے بابرکت قرار دیا ہے، کے بارے میں یہ سنہری اصول طے کیا کہ اگرچہ یہود کو احاطہ ہیکل میں اور عیسائیوں کو اُن کے مقدس مقامات میں اپنی اپنی عبادات کی اجازت رہے گی، لیکن ان کی اس آزادی کو برقرار رکھنے اور دوسرے کی آزادی میں مخل ہونے سے روکنے کی ذمہ داری ''تمام انبیاء ورسل کے ماننے والے، زمین پر اللہ کی خلافت اور عدل وانصاف کی گواہی کے ذمہ دار گروہ'' یعنی امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رہی جس کو ایک عرصے تک تمام خلفائے امت نے بہترین انداز میں نبھایا۔

تاریخ پر نگاہ ڈالیں تو معلوم ہو گا کہ آخری، بہترین اور عالمگیر امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جس جس گروہ نے جب جب توحید، دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم، عدل وانصاف اور خلافت کی ذمہ داری کو نبھانے کا بیڑا اٹھایا، اللہ تعالیٰ نے اسے اس مسجد کی تولیت کے شرف سے نوازا خواہ وہ شروع کے اموی وعباسی خلفاء ہوں یا بعد کے ایوبی وعثمانی۔ اور جب جب جس جس نے دین سے اپنا رخ پھیرا، اللہ تعالیٰ نے ''حذو النعل بالنعل'' کے مصداق سابقہ امت یعنی یہود کی طرح اُس کی پٹائی بھی اسی سرزمین کے گرد کروائی خواہ وہ تاتاریوں کے گھوڑوں کے پاؤں تلے آخری عباسی خلیفہ کو روندھے جانے کی شکل میں ہو، یا پھر یورپی استعماری اقوام کے ہاتھوں خلافت عثمانیہ کے خاتمے کی شکل میں۔

درحقیقت آج بہت سے لوگوں کو یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ جھگڑا ہے کیا؟ جھگڑا یہ ہے کہ خلافتِ عثمانیہ کے خاتمے کے بعد اُس مغضوب علیہم قوم کے بھی انتہائی مغضوب ترین حصہ یعنی صہیونیوں نے یورپ کو اپنی گرفت میں لے کر بالفور ڈیکلیریشن منظور کروائی اور یورپ نے "A land without a people for a people without a land" کے جھوٹے نعرے کے تحت یہود کو دنیا بھر سے لا لا کر فلسطین میں آباد کیا، انھیں مسلح جتھوں کی صورت میں منظم کیا، فلسطینیوں پر مظالم کرائے، ان کی زمینوں پر قبضے کرائے۔ یورپ نے یہ تاثر دیا کہ ہم ایک ایسی قوم کو جس کے پاس زمین نہیں ایک ایسی زمین پر آباد کرنے جا رہے ہیں جس کے پاس کوئی قوم نہیں۔ فرانس کے سابق ڈپٹی سپیکر اور سینیٹر راجر گراڈی کی کتاب ''دی فاؤنڈنگ متھز آف اسرائیلی پالیسی'' پڑھیے تو معلوم ہو جائے گا کہ اس تاثر کو ثابت کرنے کے لیے فلسطین میں کوئی قوم نہیں رہتی۔ کتنے گاؤں، کتنے کنوئیں اور کتنے قبرستان بلڈوز کیے گئے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ''فلسطینیوں کی دیہی آبادی کی یادداشت محو کرنے کے لیے اور متروک شدہ ملک کے افسانے کو حقیقی رنگ

دینے کے لیے عرب گاؤں کے گاؤں تباہ کر دیے گئے اور بیسویں صدی کے وسط میں یورپ کی استعماری اقوام نے جب اپنا استعماری بستر لپیٹنا شروع کیا تو اپنے ناجائز بچے کے طور پر 1948ء میں اسرائیل نامی ریاست چھوڑ گیا۔ جس نے 1967ء میں جنگ کے ذریعے اپنا حجم کئی گنا بڑھا لیا۔ اور پھر کبھی عراق پر حملہ اور کبھی داعش کے نتیجے میں شام کی تباہی۔ الغرض صیہونی اور (WASP White Anglo-Saxon Protestants) مل کر طے کر چکے ہیں کہ جلد از جلد ایک بڑی جنگ کے نتیجے میں گریٹر اسرائیل کا قیام عمل میں لایا جائے۔

امسال رمضان کی پچیسویں شب کو پھر سے خون کی ہولی کھیلنا شروع کر دی گئی۔ عورتوں، بچوں اور جوانوں کے خون سے فلسطین کی سرزمین رنگین ہو رہی ہے۔ درجنوں جہاز شہری بستیوں پر بم گرا رہے ہیں۔ شیطنت ننگا ناچ ناچ رہی ہے۔ جنگل کا درندہ بھی جب سیر ہو جاتا ہے تو شکار کی طرف سر اُٹھا کر نہیں دیکھتا لیکن صیہونیوں کے منہ کو جو فلسطینیوں کا خون لگا ہے، اُس سے اُن کی پیاس مِٹ نہیں رہی بلکہ بڑھتی چلی جا رہی ہے۔

اِس میں شک نہیں کہ عوامی سطح پر ہر صاحب ایمان مَثَلُ الْمُؤْمِنِ کَمَثَلِ الْجَسَدِ کے مصداق اس درد کو محسوس کر رہا ہے۔ اور اس میں بھی عجیب بات ہے کہ ''امیین'' یعنی عرب کی بجائے ''آخرین'' یعنی عجم کے دو عظیم خطوں کے مسلمان پیش پیش ہیں۔ ایک اس ترکی کا مسلمان جو خلافت کا علمبردار ہوتے ہوئے ماضی قریب میں اپنے تمام قرضوں کی معافی کی پیشکش کو ٹھکرا کر فلسطین کی حفاظت میں ڈٹ گیا تھا، اور برعظیم پاک و ہند کا وہ مسلمان جو کبھی اپنا پیٹ کاٹ کر امداد بھیج کر اور کبھی جان ہتھیلی پر رکھ کر پُرزور تحریک چلا کر خلافت کی حفاظت میں ڈٹ گیا تھا۔ اور آج بھی بطور ریاست معیشت کی بہتری کی لالچ کے باوجود اسرائیل کو تسلیم کرنے کے لیے راضی نہیں۔

اب جہاں تک اس مسئلہ کے حل کا تعلق ہے تو یہ بات تو بہت ٹھیک کہی جا رہی ہے کہ ''لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانا کرتے''، لہٰذا صرف مذمتی بیانات، قراردادوں اور ''اقوام متحدہ'' میں جنیوا کانفرنسوں کے حوالے سے دہائی دینے کے بارے میں تو علامہ ''فلسطینی عرب سے'' مخاطب ہو کر کہہ چکے ہیں کہ

تری دوا نہ جنیوا میں ہے، نہ لندن میں
فرنگ کی رگِ جاں پنجۂ یہود میں ہے

قرآن و سیرت کے مطالعے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اللہ کی راہ میں یعنی اللہ کے کلمے کی سربلندی، عدل و انصاف کے قیام اور ظلم و ستم کے خاتمے اور مظلومین کی حمایت میں جنگ کرنا انسان کو اللہ کا بے حد محبوب بندہ بنا دیتا ہے، لیکن یہ بات بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ یہ جنگ اکیلے اکیلے مسلمان ممالک کے کرنے کا کام نہیں بلکہ مل جل کر ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح منظم ہو کر کرنے کا کام ہے۔ (الصف: 4)۔ تو جس طرح ایک ملک یا ملک کے کسی خطے میں اللہ کی راہ میں جنگ کی نوبت آئے تو وہاں کے مومنین کو مل جل کر یہ کام کرنا ہوتا ہے، اسی طرح اگر بین الاقوامی سطح پر سفارتی، سیاسی اور معاشی محاذ آرائی سے آگے بڑھتے ہوئے جنگ کی نوبت آ جائے جو کہ ہمارے نزدیک آج نہیں تو کل آ ہی پہنچی ہے، تو یہ کام بھی مختلف مسلم ممالک کو مل جل کر ہی کرنا ہوگا۔ لہٰذا ان ممالک کے مخلص مومنین کو بھی چاہیے کہ اپنی حکومتوں پر اس حوالے سے دباؤ ڈالیں۔ گویا اس مسئلہ کا ایک فوری اور عارضی حل تو یہ ہے کہ تمام مسلم ممالک بالخصوص وہ ممالک جو دفاعی، معاشی اور جغرافیائی لحاظ سے اہم تر ہیں ''ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے'' کے مصداق اپنے اختلافات کو پس پشت ڈالتے ہوئے مل جل کر فوری اور بھرپور سفارتی، معاشی، اور سیاسی دباؤ ڈالیں اور پھر بالکل فطری طریق پر اس سے آگے بڑھتے ہوئے مسلح تصادم سے بھی دریغ نہ کریں۔ اور یاد رکھیں کہ ''ملک و دولت ہے فقط حفظ حرم کا اک ثمر''۔

لیکن درحقیقت مستقل اور دیرپا حل تو صرف ایک ہی ہے اور قرآن اس حوالے سے سورۃ الاعراف آیت 157 میں ہماری رہنمائی فرماتا ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے خود بنی اسرائیل سمیت پوری نوع انسانی کی فلاح و کامرانی کو نبی امی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایمان لانے، تعظیم بجالانے، دین کے عالمی غلبہ اور عالمی خلافت کے قیام کے مشن میں نصرت دینے اور آپ ﷺ پر نازل شدہ قرآن کے اتباع کرنے سے مشروط کر رکھا ہے گویا۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح و قلم تیرے ہیں

گویا مسلمان ممالک کو ایک بار پھر ایک ہی لڑی میں پرونے کی ضرورت ہے۔ نیشن سٹیٹس کی بجائے امتِ مسلمہ حقیقتاً معرضِ وجود میں آئے یعنی ایک مرکزی نظامِ خلافت قائم کرنے کی ضرورت ہے، قرآن کریم جس کا امام ہو اور حدیث رسول ﷺ جس کا اوڑھنا بچھونا ہو۔ یہی مستقل اور اَبدی حل ہے۔

تا خلافت کی بنا، دنیا میں ہو پھر اُستوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

مسئلہ ناموسِ رسالت کی حساسیت!

(قرآن وحدیث کی روشنی میں)

امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے جامع مسجد شادمان ٹاؤن کراچی کے ایک خطابِ جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

بہت سارے علمائے کرام کی طرف سے بھی اور دینی جماعتوں کی طرف سے بھی یہ طے کیا گیا کہ آج کا خطاب جمعہ ناموس رسالت ﷺ کے تعلق سے مختص کیا جائے۔ لہٰذا اس خطابِ جمعہ میں اسی حوالے سے کچھ باتیں آپ کے سامنے رکھنی ہیں۔ حکومت اور تحریک لبیک کے درمیان جو کچھ معاملہ ہوا وہ سب ہمارے سامنے ہے۔ ہم اس بات کے قائل ہیں کہ اگر کسی طرف سے بھی تشدد ہوا ہے اور بے جا طور پر کسی کے خلاف کوئی اقدام کیا گیا ہے تو وہ غلط ہے۔ البتہ حکومت اور ریاست چلانے والوں کو بڑے پن کا ثبوت پیش کرنا چاہیے۔ اگر حکومت کو پارلیمنٹ کے اندر قرارداد لانی ہی تھی تو یہ سارا ڈراما رچانے کی کیا ضرورت تھی۔

جہاں تک اللہ رب العالمین کے رسولوں کا معاملہ ہے ہم تمام انبیاء و رسل کا ادب و احترام کرتے ہیں اور سب پر ہمارا ایمان ہے۔ عالمی سطح پر مسلمانوں کے بارے میں ایک غلط تاثر یہ بھی دیا جاتا ہے کہ مسلمان بڑے تنگ نظر ہیں۔ حالانکہ ہم سے بڑا وسیع النظر کون ہوگا، جن کا ایمان ان سے تقاضا کرتا ہے کہ کہو:

﴿لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۣ﴾ (البقرۃ:285)

”(یہ کہتے ہیں کہ) ہم اللہ کے رسولوں میں کسی کے درمیان کوئی تفریق نہیں کرتے۔“

تمام انبیاء و رسل پر ہمارا ایمان ہے۔ یہ تو نصاریٰ ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا رسول مانتے ہیں اور ان کے بارے میں غلط عقیدے بھی رکھتے ہیں مگر نبی اکرم ﷺ کو رسول نہیں مانتے۔ یہ یہودی ہیں جو موسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا رسول مانتے ہیں لیکن نبی اکرم ﷺ کو اللہ کا رسول نہیں مانتے۔ جبکہ ہم مسلمان اگر کسی ایک (حقیقی) نبی کو بھی نہ مانیں تو ہم مسلمان نہیں رہتے۔ حتیٰ کہ جن انبیاء کے نام قرآن وحدیث میں نہیں آئے ان کو بھی مانتے ہیں۔

رسولوں پر ایمان ہی کافی نہیں رسولوں کا ادب واحترام بھی لازم ہے کیونکہ تمام انبیاء و رسل اللہ کے نمائندے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت اور وحی عطا فرمانے کے لیے منتخب فرمایا۔ اگر کوئی کسی ایک رسول کے بارے میں بھی گستاخی کی روش اختیار کرتا ہے وہ براہِ راست اللہ تعالیٰ کی بے ادبی کرتا ہے، وہ براہِ راست

مرتب: ابو ابراہیم

اللہ تعالیٰ کی جناب میں گستاخی کرتا ہے۔ معاذ اللہ! اس تعلق سے تمام انبیاء و رسل کا ادب اور احترام ہم پر لازم ہے۔ جب مسلمانوں کے ہاں سے یہ بات اٹھتی ہے کہ ہمیں ناموس رسالت کا تحفظ کرنا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ بس نبی اکرم ﷺ کا ادب واحترام ہے بلکہ اس سے مراد تمام رسولوں کی ناموس کا تحفظ ہوتا ہے۔ وہ بے غیرت لوگ ہوں گے جو بے خدا تہذیب میں جیتے ہیں اور معاذ اللہ انبیاء و رسل علیہم السلام کے بارے میں فلمیں بناتے ہیں اور معاذ اللہ گستاخیاں، بے ادبیاں دھڑلے کے ساتھ ان میں دکھاتے ہیں۔ وہ وہ بد بخت ہو سکتے ہیں، وہ ملعون ہو سکتے ہیں، وہ بے غیرت ہو سکتے ہیں جو یہ حرکتیں کرتے ہیں۔ لیکن ہمارا معاملہ یہ ہے کہ کسی ایک نبی کی گستاخی کا معاملہ ہمیں کفر کی طرف لے جاتا ہے۔ اصولی اعتبار سے ادب و احترام کے اعتبار سے ہم مسلمانوں کے نزدیک تمام انبیاء و رسل برابر ہیں۔ سب پر ایمان ضروری اور سب کا ادب و احترام ضروری ہے۔ اس حوالے سے جذباتی پہلو یہ ہے کہ اگر کسی کی ماں کو کوئی گالی دیتا ہے تو اس کو لازماً غصہ آئے گا، اس کے چہرے کا رنگ سرخ ہو جائے گا اور اپنی بساط کے مطابق وہ اس کا ردعمل ضرور دکھائے گا، ہوسکتا ہے وہ گالی دینے والے کو تھپڑ لگا دے یا اس سے بھی معاملہ آگے بڑھ جائے۔ لیکن اگر اس کے چہرے کا رنگ بھی تبدیل نہ ہو تو ہم اسے بے غیرت ہی کہیں گے۔ یہی بات ہمیں ناموس رسالت کے معاملے میں سمجھ کیوں نہیں آتی؟ آپ کسی میڈیا چینل پر بیٹھے ہوئے اینکر کے بارے میں کوئی غلط بات کر دیں تو سارا میڈیا آسمان سر پر نہیں اٹھا لے گا؟ اسی طرح اگر کسی سیاسی جماعت یا اس کے لیڈر کی شان میں کوئی گستاخی کر دے تو کیا ہوتا ہے؟ ذوالفقار مرزا نے الطاف حسین کی شان میں گستاخی کی تو ایم کیو ایم والوں نے پورا کراچی جلا دیا کہ ہمارے لیڈر کی شان میں گستاخی ہوگئی۔ اسی طرح اگر کسی ریاستی ادارے کے سربراہ کے خاکے بنا دیے جائیں، الٹی سیدھی تصویریں بنادی جائیں تو سارے ریاستی ادارے حرکت میں آ جائیں گے۔ ایکشن پلان تیار ہو جائے گا، کارروائیاں شروع ہو جائیں گی۔ اس حوالے سے تو ہماری بڑی غیرت جاگتی ہے لیکن امام الانبیاء خاتم الانبیاء، سید المرسلین والآخرین، رحمۃ للعالمین محمد مصطفی احمد مجتبیٰ ﷺ کے لیے کوئی غیرت ہے کہ نہیں، کوئی جذبات ہیں کہ نہیں، کوئی احساسات ہیں کہ نہیں؟ یا امت کی غیرت مر چکی ہے؟ امام مالک رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ اس امت کے زندہ

رہنے کا کوئی جواز نہیں جس کے پیغمبر کی شان میں گستاخیاں ہوتی ہوں اور امت کو کچھ نہ ہوتا ہو۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ﴾ (الاحزاب:6) ”یقیناً نبیؐ کا حق مومنوں پر خود اُن کی جانوں سے بھی زیادہ ہے“

اسی طرح قرآن میں اللہ تعالیٰ نے جو سب سے زیادہ حساس ترین آیت نازل فرمائی وہ ناموس رسالت کے حوالے سے ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝۲﴾ (الحجرات:2) ”اے اہلِ ایمان! اپنی آواز کبھی بلند نہ کرنا نبی (ﷺ) کی آواز پر اور نہ انہیں اس طرح آواز دے کر پکارنا جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو بلند آواز سے پکارتے ہو 'مبادا تمہارے سارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔“

ناموسِ رسالتؐ کا معاملہ کس قدر حساس ہے، اس کا اندازہ اس آیت سے لگایا جا سکتا ہے کہ اپنی آوازوں کو نبی کریم ﷺ کی آواز سے بلند نہ کیا جائے اور نہ ان کے روبرو اس انداز سے بات کی جائے جس طرح آپس میں کرتے ہو۔ اگر اس بات کا خیال نہ رکھا تو چاہے ساری زندگی رب کی عبادت کی ہو یا ساری زندگی جہاد میں گزاری ہو تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا بلکہ یہ سب اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ اب اندازہ لگائیے کہ جو اللہ کے رسول ﷺ کی رسالت کا انکار کرنے والا ہو، جو اللہ کے رسول ﷺ کی سنت کا سرے سے منکر ہو، جو رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرنے والا ہو اس کا انجام کیا ہوگا؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے اس انداز سے اس آیت کو سمجھا کہ اس آیت کے نزول کے بعد حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما اتنے دھیمے انداز میں گفتگو فرمانے لگے کہ رسول اللہ ﷺ کو کہنا پڑتا اے ابوبکر ذرا زور سے کہو۔ آواز نہیں آ رہی۔ اے عمر ذرا زور سے کہو آواز نہیں آ رہی۔ کیوں؟ انہیں فکر تھی کہ کہیں حضور ﷺ کی شان اقدس میں ذرا بھی بے ادبی کا پہلو نہ آ جائے، ہماری نیکیاں برباد نہ ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ اس معاملے میں اتنا حساس ہے کہ قرآن میں فرمایا کہ اگر کسی لفظ میں رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کا ذرا سا بھی شبہ ہو تو اس لفظ کا استعمال ہی ترک کر دو۔ اس کی جگہ کوئی ادب والا لفظ استعمال کرو۔ رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں کبھی کبھی یہودی بھی آ جاتے تھے اور وہ بے ادبی کا انداز اختیار کرتے ہوئے الفاظ کی صورت بگاڑ دیتے تھے۔ جیسے راعنا کے معنی ہیں: ہماری رعایت کیجیے، بات سمجھ نہیں آئی دوہرا دیجیے۔ لیکن یہودی اسی لفظ کو کھینچ کر راعینا کہتے تھے جس کے معنی تھے: اے ہمارے چرواہے۔ استغفر اللہ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس لفظ کے استعمال سے ہی روک دیا۔ فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ؕ﴾ ”اے ایمان والو تم رَاعِنَا مت کہا کرو، بلکہ اُنْظُرْنَا کہا کرو، اور توجہ سے بات کو سنو!“

یعنی اتنے متوجہ ہو کر سنو کہ دوہرانے کی درخواست کرنے کی ضرورت پیش نہ آئے۔ آگے الفاظ ہیں:

﴿وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۱۰۴﴾ (البقرہ) ”اور ان کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔“

رسول اللہ ﷺ کی شان میں بے ادبی کرنے والے یہ کافر ہیں۔ ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ ناموس رسالت کے معاملے میں اگر اللہ اتنا حساس ہے تو مسلمانوں کو کتنا ہونا چاہیے؟ امام شافعیؒ درس حدیث دے رہے تھے، نبی اکرم ﷺ کی عادات کا ذکر چل رہا تھا، ذکر آیا کہ رسول اللہ ﷺ کو کدو بڑا پسند تھا۔ ایک شاگرد

پریس ریلیز: 21 مئی 2021ء

قتل وغارت گری اور سیز فائر دونوں یہود ونصاریٰ کے عیارانہ فیصلے ہیں

شجاع الدین شیخ

قتل وغارت گری اور سیز فائر دونوں یہود ونصاریٰ کے عیارانہ فیصلے ہیں۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ اسرائیل غزہ میں محصور نہتے فلسطینیوں پر گیارہ دن مسلسل بمباری کرتا رہا اور امریکہ سیز فائر کی قراردادوں کو ویٹو کرتا رہا تاکہ فلسطینیوں کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچایا جا سکے اور جب 250 کے قریب فلسطینیوں کو جن میں عورتوں اور بچوں کی اکثریت شامل تھی شہید کر دیا گیا اور بچے کھچے غزہ کی تباہی و بربادی آخری حد تک پہنچ گئی تو سیز فائر کا ڈراما رچا دیا گیا۔ اُنھوں نے واضح کیا کہ سیز فائر جنگ میں ہوتا ہے جبکہ یہ یکطرفہ قتل وغارت گری تھی جسے جب چاہا شروع کر دیا اور جب چاہا بند کر دیا۔ اُنھوں نے کہا کہ امتِ مسلمہ کو سمجھنا چاہیے کہ مسلسل خونریزی کے بعد اسرائیل نے یہ وقتی فائر بندی مصلحتاً قبول کی ہے تاکہ چیخ و پکار میں کچھ کمی آ جائے۔ ہمیں یہ سمجھنا چاہیے کہ اسرائیل ہر مرتبہ ایسی کارروائیاں کر کے ایک طرف اپنی طاقت کی دھونس جماتا ہے اور دوسری طرف گریٹر اسرائیل کی طرف کچھ نہ کچھ پیش رفت کرتا ہے لہٰذا وہ اپنے ہدف کی طرف مسلسل بڑھ رہا ہے۔ مسلمانوں کو سمجھنا چاہیے کہ مسلسل پسپائی اُنھیں ذلت و رسوائی کے ساتھ دیوار کے ساتھ لگا دے گی۔ اگر اب بھی وہ صراطِ مستقیم پر گامزن ہو جائیں، اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے تھام لیں اور متحد ہو کر دشمن کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں تو اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت حاصل ہو جائے گی اور ہم اپنے اِن دشمنوں کو زیر کر سکیں گے۔ لیکن اِس کے لیے انفرادی اور اجتماعی سطح پر مسلمان ہی نہیں بلکہ حقیقی معنوں میں مومن بننے کی ضرورت ہے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

نے فوراً کہہ دیا لیکن مجھے تو پسند نہیں ہے۔ امام صاحب نے درس روک دیا، تلوار اُٹھائی اور کہا: فوراً یہ جملہ واپس لو ورنہ میری تلوار تیری گردن اُڑا دے گی۔ یہ تھا اُن لوگوں میں ناموس رسالت کا معاملہ جو حقیقی مسلمان تھے۔ ایک آج ہم ہیں جو دفاعی پوزیشن میں ہیں۔ کبھی ریاستی اداروں کے کسی ذمہ دار کے کارٹون کسی نے بنائے ہیں؟ کیوں نہیں بنائے؟ پتا ہے آگے سے ایکشن ہوگا، بڑی حساسیت ہے اور اگر مسلمان محمد مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں غیرت ایمانی کا ثبوت پیش کرنے کی کوشش کرے تو ہم کو کہا جاتا ہے کہ تم لوگ جذباتی ہو۔ البتہ اصولی بات واضح ہے کہ ہم اپنے جذبات کا ضرور اظہار کریں لیکن اپنے بھائیوں کا نقصان تو نہ کریں۔ اپنے بھائیوں کی گاڑیاں تو نہ جلائیں، اپنے ہی لوگوں کو ایمبولینس میں تو نہ روکیں۔ یہ تو غلط بات ہے اس سے کسی کو اتفاق نہیں۔ مگر اپنے جذبات اور اپنی غیرت کا اظہار ہمارے ایمان کا تقاضا ہے۔

اللہ تعالیٰ گستاخوں کے بارے میں فرماتا ہے:
''یقیناً وہ لوگ جو ایذا پہنچاتے ہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو، اللہ نے لعنت کی ہے ان پر دنیا اور آخرت دونوں میں اور ان کے لیے اُس نے اہانت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے۔'' (الاحزاب)

اس کی ایک مثال سورۃ اللہب میں بیان ہوئی ہے:
''ٹوٹ گئے ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ و برباد ہو گیا۔ کچھ کام نہ آیا اس کے اس کا یہ مال اور وہ کمائی جو اس نے کی ہے۔ عنقریب وہ جھونکا جائے گا بھڑکتی ہوئی آگ میں۔ اور اس کی بیوی کو بھی۔ جو ایندھن اٹھانے والی ہو گی۔ اس کے گلے میں بٹی ہوئی رسی ہو گی۔''

ابولہب کا یہی انجام ہوا۔ اس کے جسم میں پھوڑا سا پڑ گیا اور اولاد بھی قریب نہیں آتی تھی۔ مرا تو لاش سڑی ہوئی تھی۔ حبشی غلاموں کو پیسے دے کر لاش کو پھینکوا دیا گیا۔ اللہ نے نشان عبرت بنا دیا۔ اس کی بیوی کا بھی ایسا ہی انجام ہوا۔ یعنی دنیا میں بھی رسی گلے میں پھنسی تو وہ مر گئی اور آخرت میں اسی رسی کو اس کے گلے میں ڈال کر لٹکایا جائے گا۔ اللہ نے قیامت تک ان پر لعنت کر دی۔

ناموس رسالت کا معاملہ اتنا حساس ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے خود بھی کبھی گستاخانِ رسالت کو معاف نہیں کیا۔ یہودی سردار کعب بن اشرف رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخیاں کرتا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کون مجھے اس کی ایذا رسانی سے نجات دلائے گا۔ صحابہؓ کرام نے ذرا دیر نہیں لگائی اور اس کا سر کاٹ کر آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ ﷺ کی آنکھوں کو ٹھنڈک ملی۔ اسی طرح یہود کا بڑا تاجر سردار ابو رافع گستاخ تھا۔ آپ ﷺ نے خیبر کی طرف صحابہؓ کی جماعت روانہ کی جو اس کو قتل کر کے واپس آئی۔ فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے سب کو معاف کر دیا لیکن گستاخانِ رسالت کو معاف نہیں کیا۔ آپ ﷺ نے کم و بیش 17 افراد کے نام لے کر فرمایا کہ جہاں ملیں ان کی گردن اڑا دو۔ اگر کوئی کعبہ کے پردے میں بھی لپٹا ہو تو وہاں سے نکال کر اسے قتل کر دو۔ ابن خطل اور اس کی دو کنیزیں نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخیاں کرتی تھیں، ان سب کو کعبہ کے پردے سے نکال کر قتل کیا گیا۔

اس کے بعد خلفائے راشدین کا دور لے لیجیے۔ جب نبوت کے جھوٹے دعویدار کھڑے ہوئے تو صحابہؓ نے ان کے خلاف باقاعدہ جنگ لڑی۔ مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگوں میں سینکڑوں صحابہؓ نے جانیں دیں مگر ناموس رسالت کا تحفظ کیا۔ اُمت آج تک اس پر اتفاق کرتی ہے کہ گستاخی کرنے والے کی سزا قتل ہے۔ ہمارے نزدیک تمام انبیاء کے معاملے میں یہی سزا ہے۔ ہم مانتے ہیں کہ وقت کی اتھارٹی کے تحت گستاخوں پر مقدمات چلیں البتہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں بعض صحابہؓ نے کچھ گستاخوں کو قتل کر دیا اور پھر حضور ﷺ کے حضور پیش ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے ٹھیک کیا۔ یہ کنفرمیشن بھی رسول اللہ ﷺ نے دی ہے۔ ایمان والا یہ سوچے گا تو ساری دنیا اس کے لیے ایک طرف ہوگی اور اللہ کی ذات اور اس کے رسول ﷺ کی ذات ایک طرف ہوگی۔ البتہ مادہ پرستی کی سوچ رکھنے والوں کے مسائل کچھ اور ہوتے ہیں۔ مغرب کا دوہرا معیار دیکھیے! وہ ہولوکاسٹ پر بات کرنے نہیں دیتے، ملکہ برطانیہ کے خلاف وہ بات نہیں کرنے دیتے اور ہمیں فریڈم آف سپیچ کا درس دیتے ہیں۔ یہ ان لوگوں کی منافقت ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہمارے لوگوں کو سمجھ نہیں آتی۔ آج بھی یہ کہا جا رہا ہے کہ فرانس کے ساتھ ہمارے تجارتی معاہدے ہیں، یورپ اور امریکہ ہمارے خلاف ہو جائے گا، بڑے مسائل پیدا ہو جائیں گے۔ ستر سال ہم نے دین فروشی کی ہے، پندرہ لاکھ مسلمانوں کو افغانستان میں شہید کروایا، پندرہ لاکھ کو اپاہج کروا دیا، کیسے کیسے ہم نے مصالحتیں کی ہیں، کس کس طرح ہم ان کے سامنے جھکے ہیں، یہ سارا کچھ کرنے کے بعد بھی ہمیں کیا حاصل ہوا؟ مشرکین مکہ کو بھی یہی مسئلہ تھا۔ وہ بھی کہتے تھے کہ اگر بتوں کو چھوڑ دیں گے تو ہماری معیشت کا بھٹہ بیٹھ جائے گا۔ اللہ نے فرمایا: تم کفر و شرک کرتے رہے تو تمہیں اللہ کھلاتا رہا توحید پر آ ؤ گے تو کیا اللہ تمہیں بھوکا مار دے گا۔ یہ وہی پیٹ اور دل کا مسئلہ ہے۔ اللہ ہمیں دل سے سوچنے کی توفیق دے۔ کھڑے تو ہوں۔ بقول شاعر ؎

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

آخری بات یہ ہے کہ ہم بھی رسول اللہ ﷺ سے سچی محبت کریں، آپ ﷺ کی اطاعت اور اتباع کا ثبوت پیش کریں۔ ہمارے گھروں اور معاشروں کے منظر اسلامی ہوں۔ ایک ایمان کا تقاضا ہے، ایک محبت اور جذباتیت کا تقاضا ہے۔ لیکن ایک عمل کا تقاضا بھی ہے۔ ہمارے گھرانے اور معاشرے یہ نقشہ تو پیش کریں کہ یہ محمد مصطفیٰ ﷺ کے اُمتی ہیں۔ اسی طرح ریاستی اور ملکی سطح پر سب سے بڑا نقشہ نظام خلافت کا قیام ہے۔ جب نظام خلافت قائم ہوتا ہے تو پھر احتجاج نہیں ہوتا، پھر جلوس نہیں نکلتے پھر تلوار فیصلہ کرتی ہے کہ آؤ میدان میں بات کرتے ہیں۔ اللہ وہ وقت ہمیں عطا فرمائے کہ نظام خلافت قائم ہو پھر صرف منبر سے بات نہیں ہوگی۔ ان شاء اللہ ہاتھ میں تلوار بھی ہوگی اور آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کی جائے گی۔ مگر وہ کب ہوگا جب بدر کا میدان سجے گا ؎

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نبی مکرم ﷺ کی سچی محبت عطا فرمائے اور ان کی سچی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے اور ان کی کامل اتباع کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے لیے محبت کے ساتھ غیرت کے جذبات بھی عطا فرمائے۔ ہم ساری دنیا میں سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں مگر محمد رسول اللہ ﷺ کی حرمت کی بات ہو، حضور ﷺ کی ناموس کی بات ہو، حضور ﷺ کے ادب کی بات ہو، حضور ﷺ کے احترام کی بات ہو تو وہاں ہم سمجھوتہ نہیں کر سکتے۔ اگر کمپرومائز کیا تو کل کیا منہ لے کر اللہ کے حضور پیش ہوں گے، کیا منہ لے کر اللہ کے رسول ﷺ کا سامنا کریں گے اور کون سی شفاعت کی توقع رکھیں گے اور کل ہمارا حشر کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس برے انجام سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین!

مغرب کی منافقت اور دہرے معیار کی انتہا ہے کہ ایک طرف پاکستان کے خلاف فرانس کی قرارداد کو اکثریت کے ساتھ منظور کیا جاتا ہے اور دوسری طرف اسرائیل کے اس ظلم و ستم اور دہشت گردی سے مکمل صرفِ نظر کیا جاتا ہے۔

پورا عالم کفر الکفر ملۃ الواحدہ کی صورت میں متحد ہو چکا، عالم اسلام کو بھی متحد و منظم ہو کر نظام خلافت کا احیاء کرنا چاہیے اسی میں تمام مسائل کا حل ہے

حالیہ اسرائیلی دہشت گردی پر امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ کا خصوصی بیان

ساری دنیا کے علم میں ہے کہ اسرائیل کی فوج نے کس بے دردی کے ساتھ رمضان المبارک کی 25 ویں شب نماز تراویح کے دوران مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی کی اور مسجد کے قریبی علاقے میں دو سو سے زائد فلسطینیوں کو شہید اور زخمی بھی کیا ہے۔ وہاں بوڑھوں، عورتوں اور بچوں کے ساتھ بھی جس طرح کا ظلم و بربریت کا مظاہرہ کیا گیا‘ ریاستی سطح پر اس سے بدترین دہشت گردی کی مثال نہیں ملتی۔ سچی بات تو یہ ہے کہ اسرائیل کا قیام ہی ایک ناجائز انداز سے ہوا، جب یہ وجود میں آیا ہے تب سے فلسطین کے مسلمانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں۔ ماضی بعید میں جب شتیلہ اور صابرہ کے کیمپس میں ہزاروں کی تعداد میں مسلمانوں کو شہید کیا گیا وہاں سے لے کر مسجد اقصیٰ کی حرمت کو بار بار پامال کرنا، مسلمانوں پر زندگی اجیرن کرنا، ساری دنیا سے یہود کو جمع کر کے مسلمانوں کی زمینوں پر قبضہ کرنا‘ یہ ظلم در ظلم مستقل صہیونی ریاست اسرائیل کرتی ہوئی دکھائی دے رہی ہے اور پھر آج دنیا کا دہرا معیار بھی دیکھ لیں کہ ایک طرف نام نہاد یورپین پارلیمنٹ پاکستان کے خلاف فرانس کی اس قرارداد کو اکثریت کے ساتھ منظور کرتی ہے کہ پاکستان میں اقلیتوں کے ساتھ ظلم وستم ہوتا ہے لیکن دوسری طرف اسرائیل کا یہ ظلم وستم، دہشت گردی اور بربریت ان کو نظر نہیں آتی جو پوری دنیا اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھ رہی ہے۔ اور تو اور امریکہ نے بھی اسرائیل کے بارے میں یہ الزامات مسترد کر دیے کہ وہاں اقلیتوں خصوصاً مسلمانوں کی نسل کشی کی جا رہی ہے، ظلم وستم کیا جا رہا ہے۔ گویا کہ الکفر ملۃ واحدہ کے مصداق پورا عالم کفر متحد ہو چکا ہے۔ جب اسلام اور مسلمانوں کی بات آتی ہے تو ان کے سارے قوانین بدل جاتے ہیں اور امریکہ بھی یہی کہتا ہے کہ اسرائیل نے اس طرح کا معاملہ نہیں کیا۔ اقوام متحدہ جو امریکہ کی ہی کنیز بنی ہوئی ہے وہاں کبھی آواز بلند نہیں ہوتی کہ فلسطین کے مسلمانوں کے ساتھ ظلم وستم کیا جاتا ہے۔ ہم اسرائیل اور امریکہ کی کیا بات کریں ہمیں تو افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مسلمان حکمران تو آگے سے آگے بڑھ کر اسرائیل کے ساتھ تعلقات استوار کرنے، سفارت خانے کھولنے، تجارت کو پروموٹ کرنے اور ان کو سر آنکھوں پر بٹھانے کے لیے تیار بیٹھے ہیں۔ حالانکہ دین بتاتا ہے کہ:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾ (الحجرات:10) ’’یقیناً تمام اہلِ ایمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔‘‘

مرتب: محمد رفیق چودھری

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ تمام مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں، جسم کے ایک حصے میں تکلیف ہو تو پورا بدن اس تکلیف کو محسوس کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت دے۔ ہمارے حکمرانوں کو ہدایت دے۔ یہ سارے کافر تو اسلام دشمنی میں ایک جگہ جمع ہو جاتے ہیں لیکن عجیب بات ہے کہ ہم مسلمان جمع ہونے کو تیار نہیں۔ اللہ ہمارے مسلمان حکمرانوں کو غیرت دینی عطا فرمائے۔

یہ بات بھی بالکل واضح ہو چکی ہے کہ اُمت کے موجودہ تمام مسائل محض باتوں اور بیانوں سے حل ہونے والے نہیں ہیں۔ اس کے لیے عملی اقدام کی ضرورت ہے۔ صحیح تر الفاظ میں حل صرف نظام خلافت کا از سر نو قیام ہے۔ جب نظام خلافت قائم ہوتا ہے اور امت کی مرکزیت ہوتی ہے تو پھر احتجاج یا نعرے نہیں لگائے جاتے پھر عملی اقدامات ہوتے ہیں۔ لیکن آج ستاون مسلم ممالک میں سے کوئی ایک ملک ایسا نہیں ہے جہاں اللہ کا نظام قائم ہو۔ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ بڑا خوبصورت تجزیہ فرمایا کرتے تھے کہ اگست 1947ء میں پاکستان وجود میں آیا۔ اس کے کچھ ہی عرصے بعد کم وبیش مئی 1948ء میں اسرائیل وجود میں آیا۔ ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ اللہ نے جو بیماری پیدا فرمائی اس کا علاج پہلے پیدا کر دیا ہوتا ہے۔ بیماری اسرائیل ہے اور علاج پاکستان ہے۔

قائداعظم کا موقف اسرائیل کے بارے میں بہت واضح تھا۔ ان کے بیانات موجود ہیں کہ اگر فلسطین کے مسلمانوں کے ساتھ کوئی ظلم وستم کیا گیا تو ہم یہاں پاکستان سے اس کا جواب دیں گے۔ 1967ء کی عرب اسرائیل جنگ کے بعد اسرائیلی وزیر اعظم نے کہا تھا کہ ہمیں کسی خوش فہمی میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے، ہمارا سب سے بڑا نظریاتی دشمن پاکستان ہے۔ وہ تو یہ ماننے کو تیار ہیں کیونکہ وہ ہمیں اسلام والا مانتے ہیں۔ ہم اسلام والے بننے کی کوشش تو کریں۔ آج ہم بھی بیان دے رہے ہیں، ہم بھی پریس ریلیز جاری کر دیں گے، ہم بھی کوئی کانفرنس کر لیں گے۔ لیکن جواب تو تب دیا جائے گا جب اللہ پر توکل کر کے اس کا دین ہم قائم کریں گے۔ اور نظام خلافت جب قائم ہوتا ہے اور امت متحد ہوتی ہے تو پھر مسلمان، مسلمان کی داد رسی کے لیے کھڑا ہوتا ہے۔ قرآن میں اللہ ارشاد فرماتا ہے:

’’اے اہلِ ایمان! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور وہ تمہارے قدموں کو جما دے گا۔‘‘ (محمد:7)

ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے فلسطینی مسلمان بھائیوں اور بہنوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو استقامت عطا فرمائے۔ اللہ ہم مسلمانوں کو اور ہماری افواج کو اور ہمارے حکمرانوں کو غیرت دینی عطا فرمائے کہ ہم دین کی نسبت سے متحد ہوں اور اپنے مسلمان بھائیوں کی دادرسی کی کوشش کریں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت بھی ہمارے شامل حال ہو گی۔ ان شاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اُمت کا درد نصیب فرمائے اور اس درد کو محسوس کرتے ہوئے جو کرنے کا کام ہے وہ کرنے، فرائض دینی کو ادا کرنے اور نظام خلافت کو قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

اُمت مسلمہ کے تمام مسائل کا واحد حل خلافت کے دوبارہ احیاء میں پوشیدہ ہے، اس کے بغیر اُمت کچھ نہیں: شجاع الدین شیخ

اسرائیل کے بہت سارے مقاصد ہیں جن میں اہم مسجد اقصیٰ کو گرا کر ہیکل سلیمانی کی تعمیر اور پھر گریٹر اسرائیل کا قیام ہیں: رضاء الحق

اسرائیلی وزیر اعظم نیتن یاہو اپنی کرپشن چھپانے اور ساکھ بچانے کے لیے مسلمانوں کا قتل عام کر رہا ہے: حسن صدیق

اسرائیلی جارحیت کے پس پردہ مقاصد کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: آصف حمید

سوال: رمضان المبارک میں اسرائیل نے اچانک فلسطینی مسلمانوں پر دہشت گردانہ حملے شروع کیے جو ابھی تک جاری ہیں۔ اس اچانک دہشت گردی کی بنیادی وجہ کیا ہے؟

حسن صدیق: اس کا ایک واقعاتی پس منظر ہے۔ یروشلم کا علاقہ شیخ جراح جو عالمی قوانین کے مطابق فلسطین کا حصہ ہے لیکن اسرائیلی فوج وہاں جبراً قابض ہے۔ حتیٰ کہ اقوام متحدہ کے مطابق بھی وہاں اسرائیلی فوج کی حیثیت قابض اور غاصب فوج کی ہے اور وہ وقتاً فوقتاً فلسطینی خاندانوں کو وہاں سے نکالتی رہتی ہے۔ حالیہ دنوں میں بھی اسرائیل فوج نے وہاں سے چار فلسطینی خاندانوں کو جبراً نکالنے کی کوشش کی حالانکہ ان خاندانوں نے سپریم کورٹ میں مقدمہ بھی دائر کر رکھا تھا اور چند دن بعد فیصلہ آنے والا تھا لیکن اسرائیلی فوج عدالت کے فیصلے کا انتظار کیے بغیر ان کو وہاں سے نکال رہی تھی۔ اس پر شیخ جراح کے علاقے میں مظاہرے شروع ہوگئے۔ ان مظاہرین میں سے کچھ لوگ رمضان کے آخری عشرہ میں مسجد اقصیٰ میں عبادت کے لیے آئے ہوئے تھے۔ چند دن بعد یروشلم ڈے منایا جانا تھا۔ اس دن آرتھوڈاکس یہودی مسجد اقصیٰ کے کمپاؤنڈ سے ریلی نکالتے ہیں۔ یہ دن یہودی 1967ء کی فتح کی یاد میں مناتے ہیں جب 70ء کے بعد پہلی مرتبہ پورا یروشلم ان کے قبضے میں آیا تھا۔ چنانچہ یہودیوں کو خدشہ تھا کہ اگر مظاہرین مسجد اقصیٰ میں جمع ہوگئے تو یہودی یروشلم ڈے نہیں منا سکیں گے۔ لہٰذا انہوں نے ایک بڑی کارروائی کا پروگرام بنایا۔ اس کے مطابق نماز تراویح کے دوران اسرائیلی پولیس جوتوں سمیت مسجد اقصیٰ میں داخل ہوئی اور انہوں نے مسلمانوں کی تیسری بڑی مقدس جگہ کے تقدس کو پامال کیا۔ اس پر غزہ سے حماس کا ردعمل آیا۔ غزہ واحد علاقہ ہے جہاں پر حماس کی حکومت ہے۔ پھر پوری دنیا سے بھی ردعمل آیا۔ حماس نے کچھ راکٹ فائر کیے جس کی وجہ سے اسرائیلیوں کو نہتے مسلمانوں پر مظالم ڈھانے کا موقع مل

مرتب: محمد رفیق چودھری

گیا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا واقعی اسرائیل نے 6 مئی کے مظاہروں کی پاداش میں یہ اقدام کیا یا یہ کوئی پری پلان منصوبہ تھا؟ اصل میں پچھلے سال ابراہیم اکارڈ کا معاملہ شروع ہوگیا تھا جس میں وہ بہت سے لوگوں یا طاقتوں کو نیوٹرلائز کرنا چاہ رہے تھے اور انہوں نے ان کو نیوٹرلائز کر لیا ہوا تھا۔ اس کے بعد ان کو کوئی خطرہ نظر نہیں آرہا تھا کیونکہ غزہ کے علاقے کو وہ پہلے بھی ہٹ کرتے رہے ہیں۔ وہیں سے ردعمل سامنے آتا ہے جس کی آڑ میں وہ کوئی نہ کوئی کارروائی کرتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس وقت اسرائیل کا وزیر اعظم نیتن یاہو کرپشن کے زبردست چارجز کی زد میں ہے۔ اس پر پانچ کیسز چل رہے ہیں اسی وجہ سے پچھلے سال اس سے باقی وزارتیں لے لی گئیں تھیں۔ یعنی سیاسی لحاظ سے وہ بہت کمزور ہے۔ پچھلے دو تین سال سے یہاں الیکشن بھی ہو رہے ہیں لیکن وہاں پر کوئی ایک پارٹی حکومت بنانے میں کامیاب نہیں ہو رہی۔ یعنی وہاں پر سیاسی خلا ہے۔ اسی سے فائدہ اُٹھا کر ایک سیاسی کرپٹ وزیر اعظم سے کام کروایا جا رہا ہے۔ کیونکہ صیہونی طاقتوں کو جس جگہ جو کام لینا ہوتا ہے وہاں وہ ایسے بندے کو تعینات کرتے ہیں جس کی باگ ان کے ہاتھ میں ہو۔ چنانچہ صیہونی طاقت کے دو میجر پلان ہیں: ایک گریٹر اسرائیل اور دوسرا مسجد اقصیٰ کو شہید کر کے ہیکل سلیمانی تعمیر کرنا۔ وہ اب اس کی طرف تیزی سے بڑھنا چاہتے ہیں۔ اس کے لیے انہوں نے ایک ایسا کرپٹ بندہ لگایا ہوا ہے جو اپنی ساکھ بچانے کے لیے کسی بھی حد کو کراس کر سکتا ہے۔

سوال: عالمی میڈیا اس واقعہ کو کس طرح دیکھ رہا ہے؟

رضاء الحق: اسرائیل کے بہت سارے مقاصد ہیں جن میں سب سے اہم مذہبی عقیدہ اور مذہبی میتھالوجی ہے۔ یعنی مسجد اقصیٰ کو گرا کر ہیکل سلیمانی کی تعمیر اور پھر گریٹر اسرائیل کا قیام۔ اس کے ساتھ ساتھ سیٹ آف دی ورلڈ یعنی پوری دنیا کو کنٹرول کرنے کے لیے قوت یروشلم میں شفٹ کی جائے تاکہ جب ان کا مسایاح آئے تو تمام حالات سازگار ہوں۔ اس وقت دیگر پاورز کے ساتھ ساتھ اسرائیل نے میڈیا کو بھی اپنے کنٹرول میں لیا ہوا ہے۔ جب اسرائیلیوں نے مسجد اقصیٰ پر حملہ کیا تو کچھ چینلز جن میں الجزیرہ کے الصباح اور ترکی کے ٹی آر ٹی، ایران کا پریس ٹی وی، روس کا آر ٹی وغیرہ شامل ہیں انہوں نے قدرے متوازن موقف اختیار کیا۔ باقی سارا میڈیا بالخصوص مغربی میڈیا اس وقت جیوش زبان بول رہا ہے۔ جس طرح انہوں نے واقعات کو دکھایا ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ میڈیا کس طرح جیوش ہاتھ میں کھیل رہا ہے۔ میں چند مثالیں دے دیتا ہوں۔ مثلاً کیچ فریز نے اس

اسرائیلی دہشت گردی کو عرب اسرائیل تصادم قرار دیا، مسلمانوں کا کہیں بھی نام نہیں آنے دیا۔ یعنی یہ نہیں کہتے کہ یہودیوں نے مسلمانوں پر ظلم کیا ہے۔ دوسرا موقف یہ اختیار کیا کہ اسرائیل اپنے دفاع کا حق رکھتا ہے۔ حالانکہ پہل اسرائیل نے کی اور ہمیشہ پہل اسرائیل کرتا ہے۔ پھر غزہ عالمی میڈیا کے لیے بہت دلچسپی کا موضوع ہے۔ کیونکہ اسرائیل نے جب بھی دوسرے مقامات پر حملے کرنے ہوتے ہیں اور وہاں فلسطینیوں پر مظالم ڈھانے ہوتے ہیں تو میڈیا غزہ کو ایشو بنا کر زیادہ اچھالتا ہے کیونکہ غزہ میں حماس ہے جو اسرائیل کے خلاف لڑ رہی ہے۔ اب عالمی میڈیا یہ کبھی نہیں دکھاتا کہ اسرائیل سویلین پر حملے کر رہا ہے بلکہ وہ اسے حماس اور اسرائیل کی لڑائی بنا کر پیش کرتا ہے۔ حالانکہ جب ہولوکاسٹ پر بات ہوتی ہے یہ میڈیا وہاں یہودیوں کو مظلوم دکھاتا ہے۔ چنانچہ اس پروپیگنڈا وار میں سوشل میڈیا نے بھی اسرائیل کا ساتھ دیا ہے بالخصوص فیس بک تو انتہائی بددیانتی کے ساتھ اس کا ساتھ دے رہا ہے۔

حسن صدیق: ایک انڈین خاتون صحافی رعنا ایوب نے کہا ہے کہ میں نے فلسطینیوں کے حق میں پوسٹ کی تو وہ ڈیلیٹ ہوگئی۔ میڈیا کا کردار صرف جھوٹ دکھانے تک محدود نہیں ہے بلکہ وہ یہود کا کھل کر ساتھ دے رہا ہے۔ مثال کے طور پر میڈیا پر ٹویٹ کیا گیا کہ اسرائیل نے اپنی گراؤنڈ فورسز غزہ میں اتار دی ہیں۔ جبکہ دوسرے دن دوسری ٹویٹ میں کہا جاتا ہے کہ کوئی فوج نہیں اتری۔ یہ جھوٹ اس لیے کہا گیا تاکہ حماس کے کمانڈرز اپنی پوزیشنز سنبھال لیں اور پھر ان پر بمباری کی جاسکے۔ عالمی میڈیا اس کو تصادم کا نام دیتا ہے لیکن ابھی تک تقریباً 45 فیصد شہادتیں عورتوں اور بچوں کی ہو چکی ہیں۔

سوال: وہ ممالک جو انسانی حقوق کے علمبردار بنے پھرتے ہیں ان کا کیا ردعمل ہے؟

رضاء الحق: امریکہ بنیادی طور پر beast ہے اس نے تو ہر صورت میں اسرائیل کا ساتھ دینا ہوتا ہے۔ جب سے اسرائیل قائم ہوا ہے اس نے ہر طریقے سے اس کا ساتھ دیا ہے۔ کیونکہ امریکہ میں کوئی پبلک آفس چاہے وہ سیاسی ہو یا عسکری وہ اسرائیلی لابی کے بغیر چل ہی نہیں سکتا۔ اس کا پورا ملٹری انڈسٹریل کمپلیکس یا تو نیوکانز کے ہاتھ میں یا پھر جیوش لابی کے ہاتھ میں ہے۔ لہٰذا اس کے اوپر تو اسرائیل ایک اخلاق باختہ عورت کی صورت میں سوار ہے۔ اسی طرح یورپ کو دیکھیں تو اسرائیل میں آباد ہونے والے یہودی یورپ سے ہی آئے ہیں جنہیں اشکنازی جیوز کہتے ہیں۔ بنیادی طور پر یورپین جیوز نے ہی بالفور ڈیکلیریشن کے بعد فلسطین میں آباد ہونا شروع کیا اور غیر قانونی آبادکاریاں شروع ہوئیں۔ حتیٰ کہ نیتن یاہو اور کئی بڑے اسرائیلی سیاستدانوں کا شجرہ نسب بھی مشرقی یورپ سے ملتا ہے۔ اسی طرح فرانس اور جرمنی نے صاف پابندی لگادی کہ اسرائیل کے خلاف کوئی بھی بات ہوگی تو ہم اس کو قبول نہیں کریں گے۔ لہٰذا وہاں پر تو اسرائیل کے خلاف کوئی احتجاج بھی نہیں ہوسکتا۔ یورپی یونین تو پہلے ہی

> ایک انڈین خاتون صحافی رعنا ایوب نے کہا ہے کہ میں نے فلسطینیوں کے حق میں پوسٹ کی تو وہ ڈیلیٹ ہوگئی۔ پورا عالمی میڈیا اسرائیل کا آلۂ کار بنا ہوا ہے۔

یہود کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔ جس طرح امریکہ ویٹو کرتا ہے اسی طرح نیٹو بھی پرو اسرائیل ہے۔ نیٹو کے عہدیداروں کو وہاں باقاعدہ وزٹ کرایا گیا کہ یہاں حماس کے راکٹ آکر گرے ہیں۔ یہ باتیں بھی سامنے آرہی ہیں کہ اسرائیلیوں میں بھی نسل پرستی موجود ہے۔ وہاں افریقی یہودیوں کو دوسرے درجے کے یہودی سمجھا جاتا ہے۔ وہاں پر صرف صیہونیوں کا اثر رسوخ زیادہ ہے۔ اسی طرح برطانیہ نے ہمیشہ ان کا ساتھ دیا ہے اور اب بھی ساتھ دے رہا ہے۔ یعنی غیر مسلم دنیا میں ریاستی سطح پر کہیں بھی اسرائیل کی مخالفت نہیں ہو رہی۔ البتہ عوامی سطح پر کہیں کہیں آواز اٹھ رہی ہے۔ حتیٰ کہ روس اور چین بھی چپ کر کے بیٹھ جاتے ہیں۔ وہ ان معاملات میں بہت زیادہ دخیل نہیں ہوتے کیونکہ انہیں بلاوجہ مداخلت کرنے کی کیا ضرورت پڑی ہے۔ یہودیوں نے انیسویں صدی کے آخر میں عیسائی دنیا کو اپنا ہمنوا بنالیا تھا کیونکہ پوپ نے بھی یہودیوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صلیب والے معاملے سے بری کر دیا تھا۔ اس وقت سے evangelists عیسائی، پروٹسٹنٹ، نیوکانز ان کے ساتھ ہیں، اب رومن کیتھولک بھی صہیونیوں کے ساتھ مل گئے ہیں۔

سوال: اسرائیل کے فلسطین پر حالیہ حملوں کے بعد امت مسلمہ کا کیا ردعمل سامنے آیا؟

حسن صدیق: پچھلے پچاس سالوں سے انور سادات، شاہ فیصل، ذوالفقار علی بھٹو، صدام حسین، کرنل قذافی وغیرہ کی شہادت کے بعد طاقت کے عالمی مرکز نے بہت واضح تصویر کھینچ دی تھی کہ اگر آپ تھوڑی سی چوں چرا کریں گے تو ہم آپ کے ساتھ کیا کریں گے۔ جب شاہ فیصل نے مغرب پر تیل کی پابندی لگائی تھی تو ہنری کسنجر نے سعودی عرب کا ہنگامی دورہ کیا اور شاہ فیصل سے ملاقات کی۔ شاہ فیصل نے ان کو دوٹوک الفاظ میں کہا تھا کہ ہم پہلے بھی دودھ اور کھجوروں پر گزارا کرتے تھے اب دوبارہ اسی پر گزارہ کرلیں گے۔ اس وقت شاہ فیصل کا موڈ بہت سخت تھا۔ ہنری کسنجر نے کہا کہ مجھے واپس جانے کے لیے طیارے میں آئل کی ضرورت پڑی تو کیا آپ وہ دیں گے؟ اس کے جواب میں شاہ فیصل نے جواب دیا کہ میری خواہش ہے کہ میں مسجد اقصیٰ میں نماز ادا کرنا چاہتا ہوں۔ کہتے ہیں کہ ہنری کسنجر نے جب یہ الفاظ سنے تو اس کے اوسان خطا ہوگئے۔ اس کے بعد کیا نتائج نکلے وہ ہم سب کے سامنے ہیں۔ اس وقت مسلمانوں کی لیڈر شپ میں عمران خان، طیب اردگان، مہاتیر محمد کچھ دوٹوک بات کر جاتے ہیں۔ اگر وہ یہ بیان دے دیں کہ ہم آئندہ جمعہ کی نماز مسجد اقصیٰ میں ادا کرنا چاہتے ہیں تو دنیا کی کوئی طاقت انہیں روک سکتی ہے؟ کیونکہ مشرقی یروشلم جس میں مسجد اقصیٰ ہے وہ ابھی تک فلسطین کا حصہ ہے۔ لیکن وہ یہ بیان کبھی نہیں دیں گے۔ اس وقت مسلمان حکمران اتنا کرنے کی جراءت نہیں رکھتے۔ اس وقت ترکی نے کوئی زیادہ کمزور موقف اختیار نہیں کیا بالخصوص اس کے سٹیٹ میڈیا TRT نے اسرائیلی اقدام کی شدید مذمت کی ہے اور اس کے مظالم کو بڑے واشگاف انداز میں دکھایا ہے۔ البتہ انہوں نے بیانات ہی دیے ہیں، کوئی عملی قدم ترکی نے بھی نہیں اٹھایا۔ اسی طرح پاکستان کی طرف سے بھی صرف بیانات دیے گئے۔ شاہ محمود قریشی نے آفیشل سٹیٹمنٹ دی کہ اس معاملہ پر مسلمان امہ کو ایک ہونے کی ضرورت ہے اور مشترکہ لائحہ عمل اپنانے کی ضرورت ہے۔ پھر پاکستان

نے چین کو اس معاملے پر قائل کرنے کی کوشش کی کہ آپ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں اس معاملے کو لے کر جائیں تو انہوں نے جواب دیا کہ اس میں امریکہ رکاوٹ ہے۔ امریکہ تو سیز فائر کی قرارداد بھی نہیں آنے دیتا حالانکہ یہ بات اسرائیل کے خلاف نہیں ہے۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سارے معاملات پری پلانڈ تھے۔لیکن ابھی تک مسلمان ممالک کوئی عملی اقدام اٹھانے کی پوزیشن میں نہیں لگتے۔

سوال: جن مسلمان ممالک نے اسرائیل کو تسلیم کیا ہے ان کا کیا ردعمل آیا؟

حسن صدیق: انہوں نے تو مزید ساتھ دیا ہے۔ یو اے ای کے ایک صحافی نے باقاعدہ ٹویٹ کی کہ مسلمانوں کو کیا مصیبت پڑی ہے کہ یہ الاقصیٰ سے نکل کیوں نہیں جاتے۔یہ خبریں بھی آئیں کہ یو اے ای نے کہا کہ اگر حماس نے سیز فائر نہ کیا تو اس کے ساتھ ہمارے جو ترقیاتی پراجیکٹس چل رہے ہیں ان کو ہم reconsider کریں گے۔اسی طرح مصر کا معاملہ ہے اس نے اس حد تک کہا ہے کہ ہم بارڈر کھولیں گے۔بارڈر کھولنا بھی تو اسرائیل کی مدد ہے کیونکہ جب غزہ سے مسلمان نکلیں گے تو اسرائیل کے لیے جگہ خالی ہو جائے گی۔خبر یہ بھی چلی تھی کہ حزب اللہ کی طرف سے کچھ راکٹس فائر کیے گئے لیکن حزب اللہ کی طرف سے بھی بیان آ گیا کہ اس کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔لبنان کی حکومت نے کہا کہ اگر کسی نے راکٹ فائر کیا تو ہم اس کو گرفتار کریں گے۔ کہتے ہیں کہ حماس مقابلہ کرے گی حالانکہ اسرائیل کے سامنے حماس کی حیثیت نہ ہونے کے برابر ہے۔کیونکہ اسرائیل کے پاس جدید ٹیکنالوجی ہے جو حماس کے راکٹس کو بآسانی ناکارہ بنا سکتی ہے۔ اسرائیلی اپنی ایک ہلاکت کا بہانہ بنا کر تقریباً سو فلسطینیوں سے اس کا بدلہ لیتے ہیں۔اسی طرح کا معاملہ ایران کا ہے۔ وہ تو اپنے سائنسدان کا بدلہ نہیں لے سکا جس کو اسرائیل نے قتل کیا تھا۔بہرحال اسرائیل کا خیال ہے کہ مسلمانوں میں اب وہ طاقت نہیں رہی جو ہمارا مقابلہ کر سکے اسی لیے وہ ایسے بیانات کی رتی بھر پرواہ نہیں کرتے۔

سوال: او آئی سی نے اجلاس بلایا تھا اس کا کیا نتیجہ نکلا؟

رضاء الحق: بنیادی طور پر او آئی سی کا اجلاس رسمی اجلاس ہوتا ہے البتہ اس میں کچھ ممالک اقدام کا سوچتے ہیں۔ترکی نے کہا ہے کہ ایک پروٹیکشن فورس بنی چاہیے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کون بنائے گا؟ ہم نے 39 مسلم ممالک کا اتحاد بنایا ہوا ہے اور وہ صرف فوجی اتحاد نہیں ہے بلکہ اس میں چار چیزیں شامل ہیں:

1۔نظریاتی تعاون 2۔سوشل اتحاد

3۔ایجوکیشن میں تعاون

4۔ ٹیررز فنانسنگ کو روکنا اور کچھ مسلم ممالک کے بنیاد پرست لوگوں کے خلاف کارروائی کرنا

یہ اس اتحاد کا ایجنڈہ ہے۔اس اتحاد کے مینڈیٹ میں غیر مسلم ممالک کے خلاف کارروائی شامل ہی نہیں۔اس ایجنڈے کے نتائج دیکھ سکتے ہیں کہ مسلمان ممالک کا تعلیمی نصاب تبدیل ہو رہا ہے۔یہ اتحاد اصل میں مسلمانوں کے خلاف مغربی طاقتوں نے بنایا تھا تا کہ مسلمانوں میں سے جو لوگ مغرب یا اسرائیل کے خلاف کھڑے ہوں گے انہیں کچلا جا سکے۔گویا یہ اتحاد اسرائیل کے ہی مقصد کو آگے بڑھا رہا ہے۔اگر او آئی سی ایک معاملے پر اکٹھی ہو جائے تو اس کا اثر لازمی ہوگا۔ جیسے ساؤتھ افریقہ میں نسلی تعصب بہت زیادہ تھا۔جب اس کے خلاف پوری دنیا نے بائیکاٹ کر دیا تو آہستہ آہستہ وہاں سے نسلی تعصب ختم ہو گیا۔کچھ عرصہ پہلے اسی طرح کی ایک تحریک BDS کے نام سے دنیا میں چلی تھی کہ اسرائیل کا بائیکاٹ کرو، اس سے تجارتی تعلقات ختم کرو اور اس کے اوپر پابندیاں لگاؤ۔یہ تحریک نظریاتی طور پر شروع ہوئی تھی۔عملی طور پر ابھی کوئی اقدام نہیں کر سکی۔اسی طرح اگر سارے مسلمان ممالک مل کر BDS طرز پر ایک اقدام کریں تو امریکہ اور یورپ بھی اسرائیل کو تباہی سے نہیں بچا سکیں گے۔

سوال: کیا مسلمان ممالک وہاں سے اپنا پیسہ نکال سکتے ہیں؟

حسن صدیق: خلافت عثمانیہ کے آخری خلیفہ سلطان عبدالحمید کو یروشلم کے بدلے میں بہت بڑی مالی امداد کی پیشکش کی گئی تھی لیکن اس نے صاف انکار کر دیا تھا۔اس کے بعد صیہونی تنظیم نے پلاننگ کر کے یروشلم حاصل کیا اور اب ان کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈال سکتا۔ کیونکہ اُمت مسلمہ کو تقسیم کرنے کے لیے انہوں نے نیشنل ازم کا جو جادو مسلمانوں میں پھونکا تھا اس کے سحر سے نکلنا اب مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔ جیسے عرب نیشنل ازم میں اتنے آگے نکل چکے ہیں اب واپس آنا ان کے لیے ممکن نہیں ہے۔اب تو حالات بدتر ہو چکے ہوئے ہیں۔

رضاء الحق: اگر آپ سیکولر نقطۂ نظر سے بھی دیکھیں تو اس وقت مسلمانوں کے پاس اپنا کوئی بڑا بینک بھی نہیں ہے۔اس وقت دنیا میں سودی نظام ہی چل رہا ہے۔ ہم اپنا پیسہ بھی جا کر انہی کے بینکس میں ڈالتے ہیں۔بلکہ کچھ بھی کرنا ہوگا تو انہی کی اجازت سے کریں گے۔

سوال: فلسطینیوں کی حمایت میں بڑے پیمانے پر احتجاج کے کیا نتائج نکلیں گے؟

حسن صدیق: مغرب اور اسرائیل کی پالیسیاں مسلمانوں کے لیے دو دھاری تلوار کا کام دے رہی ہیں۔انہوں نے مسلم ممالک میں سیکولر حکمران اسی لیے بٹھائے ہوئے ہیں کہ جب مسجد اقصیٰ کے لیے مسلمان اُٹھیں گے تو ان کے سیکولر حکمران انہیں دبانے کی کوشش کریں گے اور اس طرح ایک طرف مسلم ممالک میں انتشار پیدا ہوگا اور دوسری طرف اسرائیل کا ایجنڈا آگے بڑھے گا۔بعض ذرائع کے مطابق اب سعودی عرب بھی اسرائیل کو تسلیم کرنے جا رہا ہے جس کے نتیجے میں بالآخر سعودی عرب میں بھی انتشار پیدا ہوگا جو اسرائیل کے مفاد میں جائے گا۔ جہاں تک احتجاج کی بات ہے تو اگر حکومتی سطح پر مسلم ممالک منظم ہو کر کوئی فیصلہ کریں تو اس کے بہت بڑے نتائج نکل سکتے ہیں۔مثال کے طور پر اگر تمام مسلم ممالک صرف اقوام متحدہ کے بائیکاٹ کا اعلان کر دیں اور کہیں کہ ہم اس کے کسی اجلاس میں نہیں جائیں گے تو مسلم ممالک کے مطالبات ماننے پر دنیا مجبور ہو جائے گی۔کیونکہ اقوام متحدہ کے بہت سارے مفادات ہیں، اس کی این جی اوز ہیں، ان کی پروڈکٹس ہیں۔لہٰذا وہ مجبور ہو جائیں گے مطالبات ماننے کے لیے۔ اسی طرح پاکستان اور ترکی غزہ میں اپنا میڈیکل مشن بھیج سکتے ہیں۔کیونکہ وہاں پر صحت کا بحران ہے۔لیکن ہم وہ بھی نہیں کر سکے۔اس وقت پاکستان میں پارلیمنٹ کا اجلاس بھی چل رہا ہے۔اس میں مشاورت ہونی چاہیے کہ ہم کس طرح فلسطینی مسلمانوں کی مدد کر سکتے ہیں۔

سوال: کیا پاکستان کا ایٹمی ہتھیار استعمال ہو سکتا ہے؟

رضاء الحق: کہا جاتا ہے کہ پاکستان اگر اپنا ایٹمی میزائل فائر کرے گا تو وہ 14 منٹ میں اسرائیل کو نشانہ بنا

سکتا ہے۔ یہ صرف باتیں ہیں۔ پاکستان نے یہ ہتھیار صرف ڈیٹرنٹ کے لیے رکھا ہوا ہے۔ دنیا میں کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ جب تک آپ کے پاس مقابلے کی پوری طاقت نہ ہو آپ کسی پر چڑھائی کر دیں۔ ایٹمی ہتھیار صرف ایک مرتبہ دنیا میں استعمال ہوا ہے جب ہیروشیما اور ناگاساکی پر امریکہ نے کیا تھا۔ وہ یہ کر سکتا تھا۔ ہم جو کر سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہم فلسطینیوں کی جدوجہد کی تائید کر سکتے ہیں، ان کی اخلاقی مدد کر سکتے ہیں اور پھر دعا مومن کا ہتھیار ہے ہمیں ان کے لیے دعا کرنی چاہیے۔

سوال: موجودہ صورت حال میں امت مسلمہ اور پاکستان کا لائحہ عمل کیا ہونا چاہیے؟

شجاع الدین شیخ: سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اُمت کو یہ بات سمجھ لینے کی ضرورت ہے کہ الکفر ملة واحدہ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اور مغربی معاشرے کی منافقت کھل کر ہمارے سامنے آ چکی ہے۔ اس بات کو مسلم حکمرانوں اور عوام کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ جہاں تک امت کی سطح کی بات ہے تو ہمارا اصولی پیغام یہی ہے کہ جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾ (الحجرات:10) ’’یقینا تمام اہل ایمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔‘‘

اور حدیث کے مطابق تمام مسلمان ایک جسم واحد کی مانند ہیں۔ جہاں کسی مسلمان پر ظلم وستم ہو۔ ہمیں آواز بھی بلند کرنی چاہیے اور جو ان کی اخلاقی تائید ہو سکتی ہے وہ بھی کرنی چاہیے۔ پھر مسلمان عوام کو اپنے اپنے ممالک میں اپنے جذبات کا اظہار کرنا ہے اور اپنے حکمرانوں کو غیرت دلانے کی کوشش کرنی ہے۔ کیونکہ عرب بالخصوص اور غیر عرب ممالک بالعموم اسرائیل کو تسلیم کر رہے ہیں۔ ان کو جگانے کی ضرورت ہے۔ جہاں تک پاکستان کا معاملہ ہے تو قائداعظم نے خود فرمایا تھا کہ اگر اسرائیل نے مسلمانان فلسطین کے خلاف کوئی حرکت کی تو پاکستان اس کا جواب دے گا۔ یہ اس ملک کے بنانے والوں کی پاکستان کے رول کے حوالے سے کلیریٹی تھی۔ جب کہیں خلافت کی بات اُٹھتی ہے تو مسلمانوں کی آنکھوں میں چمک آتی ہے۔ آج اُمت کے وہ افراد جو اُمت کا درد رکھتے ہیں وہ اس بات کے متلاشی ہیں کہ نظام خلافت قائم ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو نمائندہ بنا کر کھڑا کیا، ختم نبوت کے بعد اللہ کے دین کی نمائندگی کرنا، اس کے دین کو لوگوں کے سامنے پیش کرنا اور اس کے عطا کردہ نظام کو قائم کر کے دنیا کے سامنے پیش کرنا یہ اس امت کی ذمہ داری تھی اور اسلامی جمہوریہ پاکستان تو اسی مقصد کے لیے ہی بنایا گیا ہے کہ یہاں پر اسلام کا عادلانہ نظام قائم ہو۔ اس وقت ہم پر جو عذاب کے کوڑے برس رہے ہیں اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ ہم نے اپنے اس اہم دینی فریضہ کو چھوڑ دیا ہے۔ جب تک امت اس فریضہ کو انجام نہیں دے گی اس پر اسی طرح کے عذاب کے کوڑے برستے رہیں گے۔ 57 اسلامی ممالک میں سے کوئی ایک بھی ملک ایسا نہیں ہے جہاں اسلام کا عادلانہ نظام قائم ہو اور ہم دنیا کو بتا سکیں کہ یہ ہے اسلام۔ اگر ہم یہ عادلانہ نظام قائم کر لیں تو پھر اُمت کو مرکزیت بھی ملے گی اور اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ:

﴿اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ⑦﴾ (محمد) ’’اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور وہ تمہارے قدموں کو جما دے گا۔‘‘

آج ہم یہاں اسلام کا نظام قائم کریں تو پھر اللہ کی مدد بھی شامل ہوگی اور پھر ہم احتجاج بھی کریں گے تو اس کا اچھا نتیجہ نکلے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہترین فوج اور ایٹمی ہتھیار اور میزائل ٹیکنالوجی دے رکھی ہے مگر جب تک غیرت دینی نہ ہو، اللہ پر توکل نہ ہو تو یہ اسباب استعمال نہیں ہو سکتے۔

سوال: اگر آج خلافت قائم ہوتی تو کیا اسرائیل کو یہ حرکت کرنے کی ہمت ہوتی؟

شجاع الدین شیخ: خلافت کے قائم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اُمت ستاون لکیروں میں تقسیم نہیں ہوگی بلکہ اس کی ایک مرکزیت ہوگی۔ ماضی میں جب ایک مسلم خاتون پر ظلم ہوا، اس کی آہ اور پکار اٹھی تو وقت کی خلافت حرکت میں آگئی، محمد بن قاسمؒ سندھ میں آئے اور اسلام اس خطے میں داخل ہوا۔ اگر واقعتاً خلافت کا نظام قائم ہوتا تو اس کی پشت پر اللہ کی مدد بھی شامل حال ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات غیور ہے۔ جب اس کے بندے اس کے دین کے ساتھ مخلص ہوں تو اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرماتا ہے۔ اگر دنیا میں خلافت کا نظام قائم ہوتا تو آج ساری امت مرکزیت پر قائم ہوتی اور امت کے وسائل اللہ کے کلمہ کی سربلندی کے لیے اور مسلمانوں کی دادرسی کے لیے استعمال ہوتے۔ لہٰذا ہمیں نظام خلافت کو قائم کرنے کی جدوجہد تیز تر کرنی چاہیے۔ اور یہی اصل حل ہے۔

قارئین پروگرام ’’زمانہ گواہ ہے‘‘ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(29 اپریل تا 4 مئی 2021ء)

جمعرات (29 اپریل 2021ء) کو مرکزی اُسرہ کے اجلاس میں آن لائن شرکت کی۔

جمعہ (30 اپریل 2021ء) کو جامع مسجد شادمان کراچی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ بعد نمازِ عصر دونوں اہلیان نے بالمشافہ تجدید بیعت کی اور بڑی بیٹی اور بیٹے نے بیعت مسنونہ کی سعادت حاصل کی۔ الحمدللہ

سوشل میڈیا اور سیٹلائٹ چینلز پر دروس، مختصر کلپس اور Qtv پر دورہ ترجمہ قرآن کا سلسلہ جاری ہے۔

ملی یکجہتی کونسل کے سربراہی اجلاس منعقدہ لاہور میں آن لائن شرکت کی جو ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہا۔ اس کا اعلامیہ پڑھ کر سنایا گیا، جس میں مقبوضہ کشمیر کی صورتِ حال پر تشویش کا اظہار کیا گیا۔ یورپین یونین پارلیمنٹ کی پاکستان کے خلاف قرارداد کو شرانگیز قرار دیتے ہوئے مسترد کیا گیا۔ یہ اقوام متحدہ کی قراردادوں کی خلاف ورزی اور اسلام دشمنی کا شاخسانہ ہے۔ رمضان کے بعد منصورہ لاہور میں ایک بڑی کانفرنس منعقد کرنے کا طے کیا گیا ہے۔

منگل (04 مئی 2021ء) کو پشاور کے نوجوانوں کے گروپ سے ’’روزہ کی حکمت‘‘ کے متعلق آن لائن گفتگو اور سوال وجواب کی نشست رہی۔

نائب امیر سے تنظیمی امور کے حوالے سے آن لائن رابطہ رہا۔

لہو لہو فلسطین، کل اور آج

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

اسرائیلی جارحیت کی نئی لہر دوسرے ہفتے میں داخل ہوگئی۔ 200 فلسطینی غزہ پر بے محابا بمباریوں کے نتیجے میں شہید، (بشمول 58 بچے) اور 1300 سے زائد زخمی ہو چکے۔ شیخ جراح (مشرقی یروشلم کا مقبوضہ فلسطینی علاقہ) کو زبردستی خالی کرانے کے عالمی حقوق انسانی کے قوانین کی خلاف ورزی سے یہ نئی جنگ چھیڑی گئی۔ اگرچہ نیا کچھ بھی نہیں۔ 1948ء میں فلسطین پر غاصبانہ قبضہ کرنے سے آج تک اسرائیلی عفریت ایسی ہی مہم جوئیوں سے اپنے اصل ہدف پر بڑھتی چلی گئی ہے۔ گریٹر اسرائیل کا قیام۔ مسجد اقصیٰ اور قبۂ صخرہ کو ڈھا کر ہیکل سلیمانی کی تعمیر۔ اسرائیل قدم بہ قدم انگریز حکومت سے اعلان بالفور (1917ء) کا پروانہ حاصل کر کے صلیبی صیہونی گٹھ جوڑ کے تحت فلسطینی خون بہاتا، زمینوں سے انہیں بے دخل کرتا 2021ء میں آن پہنچا ہے۔ نتیجہ یہ کہ سرزمین فلسطین کے اصل باشندے پوری دنیا میں مہاجر (Stateless) بنا کر بکھیر دیے گئے۔ اندر غزہ (روئے زمین کی سب سے بڑی انسانی جیل)، مغربی کنارہ میں اور مقبوضہ علاقوں میں اسرائیلی عرب کے نام سے رہ رہے ہیں۔ اعلان بالفور کے وقت یہودی آبادی فلسطین میں 56 ہزار تھی یعنی 5 فیصد سے بھی کم تھی۔ آج 93 لاکھ 27 ہزار ہے جو 1948ء سے 10 گنا سے زائد بڑھ چکی ہے۔ پوری دنیا میں بکھرے یہودی مقبوضہ فلسطین میں لا بسائے اور سرزمین کے حقیقی وارثوں کو دنیا بھر میں بکھیر دیا مہاجر کیمپوں میں، یا اجنبی ممالک میں۔ اس وقت جو الاؤ بھڑکایا ہے یہی مسلسل فلسطینیوں کا مقدر رہا۔ 2014ء میں ایسی ہی جنگ 7 ہفتے جاری رہی اور 2200 فلسطینیوں کا خون پی کر ٹلی۔

اسرائیل کی کہانی مذہبی بنیاد پر قبضے کی کہانی ہے تو پھر ریکارڈ کی درستی لازم ہے۔ دروغ گوئی پر مبنی اس سرزمین پر دعویٰ بے بنیاد ہے۔ عرب، فلسطین میں دو، ڈھائی ہزار برس آباد رہنے کی تاریخ رکھتے ہیں جبکہ یہودی قیام کی زیادہ سے زیادہ مدت 9،8 سو برس ہے۔ یہودی قیام تو قبل مسیح کا قصہ ہے۔ 1300 قبل مسیح۔ یعنی یہ کہانی 3 ہزار 3 سو سال پرانی ہے! (یہ ایسے ہی ہے جیسے بدھ مت کے پیرو ٹیکسلا، اسلام آباد، کے پی پر اپنا دعویٰ ہم پر جتائیں! ہمیں بے دخل کرنا چاہیں۔) البتہ وہ دو ہزار برس سے انہونا خواب (Wishful thinking) آنکھوں میں بسائے ہفتے میں چار مرتبہ یہ دعا مانگتے چلے آئے ہیں کہ بیت المقدس ہمارے ہاتھ آئے اور ہم ہیکل سلیمانی دوبارہ تعمیر کریں۔ یہی فری میسن تحریک کا مرکزی تصور اور نصب العین ہے۔ لاٹھی بھینس فارمولے کے تحت فلسطین پر یہودی اپنا حق جتانے میں 1917ء سے زیادہ دلیر ہو گئے۔ برطانیہ، امریکا، فرانس کی لاٹھی ہاتھ آنے پر وہ دنیا کی متکبر اور بدمعاش ترین قوم بن کر اٹھے اور آج نیتن یاہو کے روپ میں تمام تاریخی فراعنہ اور ہلاکو چنگیز یک جا ہیں۔ قبل مسیح 8 صدیاں کسی سرزمین پر رہنے سے اگر دائمی حق نہیں مل گیا ہے تو اقبال کا سوال بالکل بجا تھا کہ:

ہے خاک فلسطین پہ یہودی کا اگر حق
ہسپانیہ پر حق نہیں کیوں اہل عرب کا!

اگر خدائی پروانے کی بات ہو تو یہ سرزمین تین مذاہب کے ماننے والوں کی میراث تھی۔ دین ابراہیمیؑ کے 3 پیروکاروں (مسلمان، عیسائی، یہودی) کے مقامات مقدسہ یہاں موجود ہیں۔ تحویل امامت کے بعد یہودی آسمانی احکام کے تحت معزول کر دیے گئے۔ دنیا کی رہنمائی اور امت وسط کا مرتبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت کو سونپا گیا۔ ساڑھے چودہ سال تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے مسلمان نماز پڑھتے رہے اور یہ ہمارا قبلۂ اول ٹھہرا۔ انبیاء کے قاتلوں اور مکذبین کو معزول کر کے تمام انبیاء کی وراثت، صورت قرآن وسنتِ رسول، شریعت، (پوری زندگی کا آسمانی اسوہ) ہمیں عطا ہوا۔ یہ آیت پہلے یہود سے مخاطب تھی (ان کی معزولی کے بعد ہمیں عطا ہوئی): 'میں ہوں تمہارا مالک خالق، تمہارا خدا، جس نے تمہیں قوموں میں سے منتخب کیا ہے۔ سو تمہی پاک اور ناپاک کے درمیان فرق واضح کرو گے۔' (Lev.20:24-25) ہمیں تحویل قبلہ کے حکم کے ساتھ ہی تحویل امامت کا پروانہ یہ فرما کر تھمایا گیا: 'اور اسی طرح تو ہم نے تم (مسلمانوں) کو ایک امت وسط بنایا ہے، (مرکزی حیثیت اور عدل وانصاف کا مقام) تاکہ تم دنیا کے لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہو' (البقرہ: 143) آل عمران، 110 میں بعینہ مذکورہ بالا یہود سے خطاب کے پیرائے میں ہمیں مخاطب فرمایا گیا ہے۔ 'اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے (چن کر قوموں میں سے) نکال کر انسانوں (کی ہدایت واصلاح) کے لیے لایا گیا ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔' قرآن کس طرح یہود ونصاریٰ کے پاس موجود تعلیمات کی تصدیق کرتا ہے، حیران کن ہے۔ اللہ نے اسی بنا پر انہیں فرمایا تھا: 'میں نے جو کتاب بھیجی ہے اس پر ایمان لاؤ۔ یہ اس کتاب کی تائید میں ہے جو تمہارے پاس پہلے سے موجود تھی، لہٰذا تم ہی سب سے پہلے اس کے منکر نہ بن جاؤ۔ تھوڑی قیمت پر میری آیات بیچ نہ ڈالو اور میرے غضب سے بچو۔' (البقرہ: 41)

جس طرح ہمیں اسلام میں پورے داخل ہو جانے کا حکم ہے، انہیں بھی عین اسی طرح فرمایا گیا تھا۔ تاہم ان کی نافرمانیوں اور من مانیوں نے انہیں اللہ کے غضب کا مستحق بنایا۔ اب تمام مقامات مقدسہ (انبیاء سے منسوب) پر ہمارا حق فائق ہے۔ ہم جب تک ان کے متولی رہے عیسائی اور یہودی امن وعافیت سے ان سے استفادہ کرتے رہے۔ بلکہ یہودیوں کو صرف مسلمانوں نے گزشتہ تمام صدیوں میں امن اور پناہ دی۔ خصوصاً اسپین میں وہ محفوظ ومامون، مسلمانوں کی رعایا بن کر پھلے پھولے۔ دیوار گریہ بھی عثمانی خلیفہ سلطان سلیم نے دریافت کر کے یہودیوں کو زیارت کے لیے فراہم کی۔ خلافت عثمانیہ سے فلسطین، پیسے کا لالچ دے کر حاصل کرنے میں ناکامی پر یہودی بپھر اٹھے۔ سلطان عبدالحمید کے غیرت مندانہ انکار پر یہودی سازشیوں نے انہیں معزول کرنے کا سامان کیا۔ تا آنکہ یہود اور مغرب کی مشترکہ ریشہ دوانیوں سے خلافت عثمانیہ توڑی گئی۔ ترک اور عرب قوم پرستی ابھار کر مسلمانوں کو اندر سے پھاڑا گیا۔ سادگی مسلم کی دیکھ اوروں کی عیاری بھی دیکھ! کہانی آج

بھی وہی ہے۔ امارات، بحرین ودیگر مسلم ممالک اسرائیل دوستی کے بخار میں مبتلا ہیں۔ اب غزہ کی عمارتوں کا خونچکاں ملبہ، ننھے بچوں کی آہیں کراہیں، 58 سفید براق کفنائے ننھے پھول، برج خلیفہ سی بلند وبالا دوستی اور تعلقات پر نوحہ کناں ہیں، سوالیہ نشان ہیں۔ تاریخ سے ہم نے کوئی سبق نہیں سیکھا۔ دوست دشمن کی پہچان تک نہ ہوسکی۔ سورۃ فاتحہ نے کیا مانگنا سکھایا تھا، فرفر پڑھ گئے، فہم وفراست کے بغیر۔ مغضوب وضالین کی محبت کے اسیر۔ مرعوبیت کے مارے۔ نہیں دیکھ پاتے کہ سیکولرازم کا پرچارک مغرب، اسرائیل اور مسلمانوں کا معاملہ آتا ہے تو کٹر مذہبیت کا دورہ انہیں پڑ جاتا ہے۔ خواہ برطانیہ کا (نسلی طور پر مسلمان گھر کی اولاد) وزیراعظم بورس جانسن ہو یا آنجہانی اشتراکیت کی خدائی کے دعویدار روس کا پوٹن ہو۔ (جواب کٹر عیسائی ہے قدامت پرست!) امریکا فرانس ہو یا جرمنی، آسٹریا۔ بیک زبان صلیبی صہیونی اتحادی، سیسہ پلائی دیوار میں ڈھلے کھڑے ہیں۔ حکمران آسٹریا میں اسرائیل سے یک جہتی کے لیے سرکاری عمارات پر اسرائیلی جھنڈے لہرا رہے ہیں۔ امریکا سیکورٹی کونسل کی قرارداد ویٹو کر رہا ہے۔ جرمن چانسلر، نیتن یاہو کا شانہ تھپتھپا رہی ہے۔ فرانس فلسطین کے حق میں مظاہرے کی اجازت سلب کر رہا ہے۔ حتیٰ کہ کورونا سے ادھ موا بھارت فلسطین سے اظہار ہمدردی پر کشمیری گرفتار کر رہا ہے۔ کفر ملت واحدہ ہے! تاہم دنیا کے 100 شہروں میں فلسطینیوں کے حق میں مظاہرے ہوئے ہیں۔ امریکی ویٹو ان سب پر بھاری ہے۔ عراق پر امریکی حملے سے پہلے دنیا بھر میں جنگ مخالف ملین مارچ ہوئے مگر امریکا برطانیہ کے کان پر جوں نہ رینگی۔ عراق پر 2003ء کے حملے کی وجہ بھی اسرائیل تھا۔ صدام حسین نے جنگ خلیج کے دوران اسرائیل پر سکڈ میزائل مارے تھے۔ فلسطینی فدائی حملہ آوروں کے لواحقین اور ان فلسطینیوں کو مالی مدد فراہم کرنا جن کے گھر اسرائیل نے بلڈوز کیے ہوں، یہ صدام کے جرائم تھے۔ عراق سے اسرائیل کو خطرہ تھا اور سزا لازم تھی! ستمبر 2000ء سے بالخصوص فلسطین شدید مظالم کی زد میں ہے۔ مسلم ممالک مزاحمت اور تحفظ دلانے، مؤثر احتجاج کی بجائے الٹا اسرائیل تسلیم کرنے کی راہیں ہموار کرنے میں مصروف۔ عوام ہر جگہ یکسو، حکومتیں بکاؤ مال ہیں۔

نہ کام کرنے کے کرتے نہ کرنے دیتے ہیں
ہمارے خاصوں نے عاموں کو روک رکھا ہے

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ

”تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب پوٹھوہار، بالمقابل تھانہ نیو غلہ منڈی، فضل حسین مارکیٹ گوجرخان“ میں

06 تا 12 جون 2021ء (بروز اتوار نماز عصر تا ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی تربیتی کورس

اور

11 تا 13 جون 2021ء (بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

امراء، نقباء ومعاونین تربیتی ومشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اور امراء ونقباء ومعاونین متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں۔ (موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں)

برائے رابطہ: 0346-5296462- 051-4620514

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 78-35473375(042)

انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی، رجسٹرڈ

رجوع الی القرآن کورس

موسس: ڈاکٹر اسرار احمدؒ
نگران: شجاع الدین شیخ

افتتاحی تقریب: قرآن اکیڈمی ڈیفنس
30 مئی 2021
اتوار صبح 9 بجے
خواتین کیلئے شرکت کا باپردہ انتظام ہے

آغاز
31 مئی 2021
بروز پیر
دورانیہ: 10 ماہ

مضامین تدریس

سال دوم		سال اوّل	
علوم القرآن	علم العقیدہ	عربی گرامر	بیان القرآن
تفسیر القرآن	اصول التفسیر	ناظرہ قرآن حکیم وتجوید	قرآن حکیم کا منتخب نصاب
علم الحدیث	اصول الحدیث	عقیدہ وفقہ	سیرت النبی ﷺ
فقہ العبادات	اصول الفقہ	فکر اسلامی	توسیعی محاضرات
اللغة العربية وادبها	فقہ المعاملات	حدیث وسنت	ترجمہ قرآن حکیم مع ترکیب
الفکر الاسلامی			سیرت صحابہ رضی اللہ عنہم

صبح 08:45 تا دوپہر 01:00 بجے
پیر تا جمعہ

info@QuranAcademy.com www.QuranAcademy.com

قرآن انسٹیٹیوٹ لطیف آباد حیدر آباد	قرآن انسٹیٹیوٹ گلستان جوہر	قرآن اکیڈمی کورنگی	قرآن اکیڈمی یٰسین آباد	قرآن اکیڈمی ڈیفنس
0334-3350910	021-34030119	021-35078600	021-36806561	021-35340022-4
0345-2701363	0323-4030119	0343-1216738	0331-7292223	0334-3088689

آخری معرکہ

محمد آصف احسان

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مخلوق دو قسموں پر مشتمل ہے۔ پہلی قسم کی مخلوق سے ہم مکمل طور پر لاعلم ہیں۔ قرآن کریم بیان کرتا ہے: ﴿وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝﴾ ”یعنی وہ ان چیزوں کو پیدا کرتا ہے جن کو تم نہیں جانتے۔“ (النحل: 8) دوسری قسم کی مخلوق سے ہم باخبر ہیں تاہم اس کی مزید دو قسمیں ہیں۔ پہلی قسم کی مخلوق سے ہم آگاہ تو ہیں لیکن وہ ہماری نگاہوں سے اوجھل ہے جیسے عرش، کرسی، سدرۃ المنتہیٰ، جنت، جہنم، فرشتے، جنات وغیرہ۔ دوسری قسم کو ہم آسانی سے دیکھ سکتے ہیں جس طرح آسمان، زمین، سورج، چاند، ستارے، پہاڑ، درخت، سمندر اور دیگر ان گنت جاندار و بے جان مخلوقات۔

اللہ تعالیٰ کی مخلوق بے حد و بے انداز ہے۔ ہر کسی کی تقدیر مختلف اور صورت جدا ہے۔ کوئی زمین کا باسی ہے تو کوئی بیت المعمور کا پڑوسی۔ کسی کی وسعت ریگستانی ذرے تک محدود ہے تو کسی کا وجود خلا کی بے کراں گہرائیوں ہی میں سما سکتا ہے۔ کوئی خلوت میں بھی تنہا نہیں تو کوئی بھری پڑی بستی میں بھی ساتھ کو ترستا ہے۔ میں سوچتا ہوں کہ پروردگار عالم کی مخلوق اپنی حالت وطاقت اور حقیقت وکیفیت میں دوسروں سے لاکھ مختلف ہو، اس لحاظ سے سب یکساں ہیں کہ ہر کوئی فانی اور زوال پذیر ہے۔ کسی کے خزینے میں دوام وہمیشگی کی کنجی نہیں۔ رب تبارک وتعالیٰ کی تنہا ذات ہے جس کو کبھی ہلاکت و فنا نہیں۔ قرآن مجید فرماتا ہے: ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ط﴾ (القصص: 88) ”ہر شے کو تباہ و برباد ہونا ہے سوائے اس کی ذات کے۔“ لبید بن ربیعہ ؓ نے کہا تھا: ((أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللهَ بَاطِلُ)) ”اللہ تعالیٰ کے سوا جو بھی ہے، باطل و بے اصل ہے۔“ (صحیح البخاری: 3841)

میرے راست باز رفیق! غور کریں سب سے پہلی انسانی تہذیب نے لگ بھگ آٹھ ہزار سال قبل میسوپوٹیمیا (Mesopotamia) یعنی وادی دجلہ وفرات میں جنم لیا تھا۔ وہاں کے باشندوں نے تاریخ عالم میں اول مرتبہ زراعت کی ابتدا کی اور رسم الخط کو رواج دیا۔ وہ لوگ رشتہ الفت رکھتے تھے۔ باہم زندگی گزارتے اور اپنے بچوں کی پرورش کرتے تھے۔ خوشامد کرتے اور اونچے عہدے پانے کی کوشش کرتے تھے۔ مال کماتے اور پس انداز کرتے تھے۔ جنگیں لڑتے اور خون خرابا کرتے تھے۔ سازشیں کرتے اور دغا دیتے تھے۔ دشمنوں کے مرنے کی دعا اور اپنی آسائشوں پر گھمنڈ کرتے تھے۔ ان کی زندگی میں حرارت بھی تھی اور شرارت بھی۔ تاہم وقت کی بے رحم رفتار برقرار رہی۔ آج ان کی محفلیں سونی اور آبادیاں بے نام ونشان ہیں۔ پھر دنیا کے طویل ترین دریائے نیل کے اطراف میں ساڑھے پانچ ہزار سال پہلے آباد مصری تہذیب کو دیکھیں۔ وہ لوگ تشریح الابدان، ریاضی اور فن تعمیر میں یکتائے زمانہ تھے۔ آج ان کی میراث کیا ہے؟ جابجا قبروں کے نشان اور حنوط شدہ لاشیں!

ساڑھے چار ہزار سال پرانی یونانی تہذیب کا جائزہ لیں جس نے دنیا کو حیاتیات، طبیعیات، علم نجوم، علم ہندسہ اور جمہوری نظام حکومت کے تصورات سے روشناس کروایا۔ وقت گزرتا رہا انسان نے علم وتحقیق کے بل بوتے پر نت نئی چیزیں دریافت کی۔ یونانی افکار ونظریات اور علوم وفنون کی اکثریت اب سال خوردہ ہو چکی ہے۔ اسی طرح اڑھائی ہزار سال پہلے دنیا میں رومی سامراج کا طوطی بولتا تھا۔ موجودہ دور میں بحیرہ روم کے گرداگرد آباد تمام 23 ممالک رومی سلطنت کے زیر نگیں تھے۔ زمانے کی فسوں گری کا مشاہدہ کریں! رومی استعماریت کے بلند پایہ ستون آگسٹس، جولیس سیزر، کلاڈیس، نیرو اور ہیڈرین جن اجزا وعناصر سے وجود میں آئے تھے، ان ہی میں ڈھل کر ابدالآباد تک فنا ہو گئے۔ رہے نام اللہ کا!

اس وقت دنیا کورونا وائرس کی صورت میں ایک بہت بڑے انسانی بحران کا سامنا کر رہی ہے۔ ربع مسکون میں لاکھوں افراد لقمہ اجل بن چکے ہیں۔ امیر ترین ملکوں کی معیشتیں بھی ڈانواں ڈول ہیں۔ اللہ رب العالمین ہی بہتر جانتے ہیں دنیا کو اس وائرس کے چنگل سے کب اور کیسے نجات ملے گی تاہم ایک بات یاد رکھیں! وقت پر دھول نہیں جمتی۔ اگر اچھے لمحات بیت جاتے ہیں تو برا وقت بھی سدا نہیں رہتا۔ انسان کی فتوحات اور کامیابیاں قصہ پارینہ بن جاتی ہیں تو ذلت ورسوائی کے داغ بھی دھل جاتے ہیں۔ نیک اندیشی کا دور گزر جاتا ہے تو انتقامی جذبات کی شدت میں بھی کمی آ جاتی ہے۔ قدیم تہذیبوں اور قوموں کی طرح عہد کورونا بھی جلد یا بدیر ختم ہو جائے گا اور اس کی عبرت انگیز داستانیں تاریخ کا حصہ بن جائیں گی۔

عزیز القدر! کسی کو خبر نہیں کب زندگی کا چراغ گل ہو جائے۔ وہ شخص بلا اشتباہ اقبال مند ہے جس کو رحمٰن ورحیم اپنی اصلاح ودرستی کی مہلت دیں۔ حق جل شانہ نے آپ کو صحت وتندرستی کے جو لمحات مرحمت کیے ہیں ان کی قدر کریں اور اپنی ذات کا محاسبہ کریں۔ اگر آپ کے انداز واطوار ہمیشہ سے قابل رشک رہے ہیں تو ان کو مزید سنواریں۔ جس طرح برائی کی کوئی حد نہیں ہوتی، اسی طرح نیک کرداری بھی بے پایاں ہوتا ہے۔ اس کے برخلاف اگر ماضی میں آپ کی عادتیں شریعت کے مطابق نہیں تھی یا آپ کی طبیعت لاابالی تھی تو لازمی طور پر اپنی اصلاح کرنے کی کوشش کریں۔ اپنی اخلاقی، دینی اور سماجی ذمہ داریوں کا احساس کرنا ایک ذی شعور اور سلیقہ مند انسان کی علامت ہے۔ اس شخص کا رتبہ بلند تر ہے جو گناہوں پر ندامت کا اظہار کرتا ہے اور اپنی زندگی کو بدلنے کا عزم کرتا ہے۔

عکرمہ ؓ رسوائے زمانہ دشمن اسلام ابوجہل کے بیٹے تھے۔ اسلام کے ابتدائی دور میں باپ کی طرح عکرمہ بھی اہل ایمان کی جان کے دشمن تھے۔ غزوۂ بدر، احد اور خندق میں عکرمہ کی تلوار کفار ومشرکین کی طرف سے بے نیام تھی۔ آپ عرب کے مانے ہوئے جنگ آور سالار تھے چنانچہ عکرمہ نے مسلمانوں کو زک دینے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی۔ ہجرت کے آٹھویں سال جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تو آپ نے حبشہ کی طرف راہ فرار اختیار کی۔ تہامہ سے سمندری سفر شروع کیا۔ راستے میں کشتی طوفان کی لپیٹ میں آ گئی۔ سب بولے: ”اللہ کو مدد کے لیے پکارو!“ عکرمہ کہتے ہیں کہ میں نے سوچا اگر پانی میں مصیبت کے وقت اللہ کو پکارتے ہیں تو خشکی میں بھی تن تنہا اس کی عبادت کرنی

چاہیے اور یہی بات محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہتے ہیں۔ چنانچہ میں نے عہد کیا کہ اگر اس طوفان سے میں صحیح سالم نکل گیا تو اسلام قبول کر لوں گا۔ آپ حبشہ سے واپس آئے اور نبی اکرم علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ بعد میں عکرمہ رضی اللہ عنہ پوری عمر اسلام کے بے لوث اور مخلص سپاہی کی حیثیت سے میدان جہاد میں لڑتے رہے۔ معرکہ یرموک میں گھمسان کا رن پڑا۔ ستر سے زیادہ زخم کھانے کے بعد عکرمہ گھوڑے سے گر گئے۔ حارث بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہما بھی زخموں سے چور آپ کے ساتھ تھے۔ خون میں لت پت حارث کے پاس ایک شخص پانی کی چھاگل لے کر پہنچا۔ حارث نے کہا: ''پہلے عکرمہ کو پلاؤ!'' وہ شخص عکرمہ کے پاس پہنچا تو آپ نے کہا: ''پانی پہلے عیاش کو دو!'' وہ شخص عیاش کے پاس پہنچا تو ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ عکرمہ کے پاس آیا تو ان کی زندگی پر بھی شہادت کی مہر ثبت ہو چکی تھی۔ حارث کے پاس پہنچا تو وہ بھی دنیا سے رخصت ہو چکے تھے۔ رضی اللہ عنہم!

اس امر میں اختلاف نہیں ہے کہ خیر العباد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت اس سال ہوئی تھی جس میں ابرہہ نے اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ یمن سے مکہ پر چڑھائی کی مذموم کوشش کی تھی۔ ابرہہ اور اس کی قوم دین مسیح کے پیرو یعنی نصرانی تھے۔ میں سوچتا تھا کہ جزیرہ نمائے عرب میں اس وقت اہل کتاب موجود تھے جو مکہ کے مشرکین سے بہر صورت بہتر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت رسول اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کو اہل کتاب کے بجائے شرک کی آماجگاہ میں کیوں مبعوث کیا؟ میں نے ادراک کیا کہ ہدایت وضلالت رب کریم کے قبضہ وتصرف میں ہے۔ وہ جس کو چاہتا ہے ہدایت سے نوازتا ہے اور جس کو چاہتا ہے گمراہی و کجروی کی دلدل میں جھونک دیتا ہے۔ اس کی تدبیر بے نقص اور عنایت بے تھاہ ہے۔ حضرت تبارک وتعالیٰ نے ہادیٔ عالم علیہ الصلاۃ والسلام کو مکہ مکرمہ میں مبعوث کیا تاکہ عبداللہ بن ابی قحافہ کو دنیا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نام سے پکارے، ابوعبیدہ بن الجراح کو امین الامت اور خالد بن ولید کو سیف اللہ کا لقب ملے اور نبی مرسل صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جاں باز صحابی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے غزوۂ احد میں کہیں: ''تیر چلاؤ، سعد! میرے ماں باپ تم پر قربان!'' (صحیح البخاری: 4059)

مالک جل وعلا نے حضرت ابوبکر صدیق، ابوعبیدہ بن الجراح، خالد بن ولید، سعد بن ابی وقاص، عکرمہ بن ابی جہل اور دوسرے ہزاروں اصحاب رضی اللہ عنہم کو اپنی اصلاح و درستی کا موقع دیا اور وہ اطاعت وفرمانبرداری کا تابندہ ستارہ بن کر چمکے لیکن ابوجہل، ابولہب، امیہ بن خلف، ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل اور عبداللہ بن ابی نے نخوت و خود بینی کے ساتھ اعراض کیا اور وہ سب کفر وشرک اور نفاق کی سڑاند میں آلودہ ہو کر مرے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ عمر کے آخری حصے میں کثرت سے عبادت کرتے تھے۔ رفقاء نے کہا: ''اتنی محنت نہ کریں!'' ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''آخری معرکہ ہو تو گھوڑا پوری شدت کے ساتھ دوڑتا ہے۔'' میرے خدا رسیدہ ہم رکاب! فتاح وعلیم جل شانہ آپ کو خیر و بھلائی کا نمونہ بنائے۔ عہد کورونا آپ کے میدان جنگ کا کہیں آخری معرکہ نہ ہو، دھیان رکھیں!

ضرورت رشتہ

☆ رفیق تنظیم کو اپنے بیٹے، عمر 26 سال، تعلیم ایم فل زوالوجی، برسر روزگار کے لیے دینی مزاج کی حامل ڈاکٹر لڑکی کا ملتان کے مضافات سے رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0321-6740023

☆ لاہور میں رہائش پذیر راجپوت فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 28 سال، تعلیم الیکٹریکل انجینئر کے لیے دینی مزاج کی حامل لڑکی کا لاہور سے رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0307-9403817

☆ لاہور میں رہائش پذیر راجپوت پنجابی فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 55 سال، ذاتی مکان اور کاروبار کو عقد ثانی (پہلی بیوی سے بوجہ علیحدگی۔ تین بالغ بچے والدہ ہی کے ساتھ ہیں) کے لیے لاہور کی رہائشی دیندار اور شرعی پردہ کی پابند خاتون عمر تقریباً 35 سال تک کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔ برائے رابطہ: 0300-4440146

☆ لڑکی، عمر 37 سال، تعلیم درس نظامی اور بی اے، بی ایڈ قد پانچ فٹ ایک انچ، کے لیے برسر روزگار دینی مزاج کے حامل لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0302-2524842

☆ لڑکا، عمر 36 سال، ایئر کرافٹ انجینئر کے لیے ہم پلہ، تعلیم یافتہ، دینی مزاج کی حامل لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ لاہور اور گرد ونواح کی رہائشی کو ترجیح دی جائے گی۔ برائے رابطہ: 0302-2524842

دعائے مغفرت

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

☆ مدیر شعبہ مطبوعات حافظ خالد محمود خضر کے انتہائی قریبی عزیز معروف شاعر طارق محمود چغتائی کورونا بخار میں مبتلا رہنے کے بعد انتقال کر گئے۔

☆ ملتان شہر کے امیر جناب خواجہ اشتیاق احمد کے برادر نسبتی وفات پا گئے۔ برائے تعزیت 0321-6300851

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، ڈیرہ اسماعیل خان کے معتمد وامام وخطیب مسجد القرآن عبداللہ عتیق وفات پا گئے۔
برائے تعزیت (بھائی) 0344-2471623

☆ حلقہ فیصل آباد، جڑانوالہ کے نقیب محمد بلال اشرف کے ماموں وفات پا گئے۔ برائے تعزیت 0322-6007203

☆ حلقہ سرگودھا شرقی کے ملتزم رفیق عبدالسمیع کی پھوپھی وفات پا گئیں۔ برائے تعزیت 0306-6092995

☆ حلقہ سرگودھا شرقی کے مبتدی رفیق وجیہ اللہ کے کزن وفات پا گئے۔ برائے تعزیت 0300-9604776

☆ حلقہ ملاکنڈ، تیمر گرہ کے سینئر رفیق محمد فہیم خان کے داماد کرونا وبا کے باعث وفات پا گئے۔
برائے تعزیت 0333-9725991

☆ حلقہ ملاکنڈ، سوات کے امیر حبیب علی کے سسر وفات پا گئے۔ برائے تعزیت 0346-9475724

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَّسِيْرًا

Indeed we belong to Allah and to Him do we return!

Written by: Maryam Sakeenah

A comment under a viral video showing the Palestinians desperately praying for protection said, 'If Allah was real, He would not have made this happen.' The comment was from an Islamophobic Zionist therefore engaging in argument there was quite futile as Allah says, "But turn away from the ignorant.' ***Quran 7:199*** However, skepticism of this sort may arise naturally as we pray for Palestine and the oppression continues. It must be addressed.

Allah has given us free will. This freedom is abused to oppress people and violate their rights for petty worldly gains. The Israeli state bears the responsibility for what is going on because it monopolizes all power and control which it uses to perpetrate structural violence, apartheid and genocide. Human beings are tested through this power and freedom given by Allah. But the abuse of this power and freedom is not without accountability. The injustice against the people of Palestine and elsewhere is the handiwork of men who commit injustice by transgressing His limits. He does not stop the injustice and oppression because that is the test set by Him for us for which we are accountable.

We stand against the injustice and we stand with the oppressed for His sake. To resist and struggle against the injustice is our task, and He will make our efforts successful when He deems it best according to His Plan which ultimately prevails. We believe that everything that happens is part of Allah's knowledge and His decree. There is a purpose and a hikmah (wisdom) behind His decree whether we understand it or not.

We believe that Absolute Justice is promised. The establishment of the Truth and the eradication of evil and falsehood ultimately is promised. "When truth is hurled against falsehood, falsehood perishes, for falsehood is by its nature bound to perish." ***Quran 17:81***

We may not live to see it. But we believe in it, hope for it and strive for it. And that is what matters...

Death is by Allah's decree. Trial by suffering is part of the human condition. "We will certainly test you with something of fear and hunger, and loss of wealth and lives and fruits (earnings); but give glad tidings to the persevering and patient." ***Quran 2:155*** Those who go through it with faith and perseverance are the ones truly salvaged, recipients of eternal peace from Him. That is the highest that a human being could attain. It makes our short existence 'rounded with a sleep', larger than Life itself. This faith is precious. It is unkillable, with all your worldly might. And it cannot and will not be extorted from the heart, even with all your scheming.

We believe that all is under the All-Seeing Eye of Allah. He is with the oppressed, evicted and victimized. It makes a difference because this faith is what makes the spirit of the defenseless Palestinians so invincible, so unshakeable, so resilient despite their endless suffering. Those whose lives are taken away through this oppression have Paradise

awaiting them. Those left behind who are blessed by Allah with *Sabr* (patience) achieve an inner peace unattainable any other way. Those who witness all these events and feel a surge of empathy and compassion, a desire to stand with the oppressed for justice are purged of their selfishness and rise higher in faith. It enables us to forget our own petty grievances and stand in solidarity with those that are sinned-against. It enables us to be thankful for the freedom we have and to strive for freedom for those who are denied this right. As believers in Allah, we have to live on what is right, true and just and die in the path of what is right, true and just. Despite the suffering and the trials. Only then is life meaningful, beautiful and worthwhile- despite the suffering. May the suffering bring out the best in all those who believe.

Suhayb ibn Sinān Ar-Rūmi *(may Allah be pleased with him)* reported that the Prophet *(may Allah's peace and blessings be upon him)* said: "How wonderful the affair of the believer is! Indeed, all of his affairs are good for him. This is for no one but the believer. If something good happens to him, he is grateful to Allah, which is good for him. And if something bad happens to him, he has patience, which is good for him." ***[Sahih Muslim/Authentic]***

Because Allah is the Companion of the oppressed, we take heart and we stand with the oppressed. Because Allah is the Ultimate Judge we go on hoping in His Perfect Justice. Because Allah demands from us to strive for justice, we keep up the struggle. And because Allah is As Salaam – the Giver of Peace – we face your terror and *Zulm* (oppression) with a patient, hopeful resilience.

Indeed we belong to Allah and to Him do we return!

Alhamdulillah, forever.

جدید تعلیم یافتہ حضرات وخواتین کے لیے دینی علم کے حصول کا نادر موقع

مؤسس: ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ

نگران: شجاع الدین شیخ

داخلے جاری ہیں

دورانیہ 9 ماہ

رجوع الی القرآن کورس

(برائے حضرات وخواتین)

ان شاء اللہ

کورس آغاز: ماہ شوال ۱۴۴۲ھ

یکم جون 2021ء

نہ کوئی ماہانہ فیس

زیر سرپرستی: ڈاکٹر محمد طاہر خان خاکوانی صاحب

بیرون شہر کے طلبہ کے لیے ہاسٹل کی سہولت

خواتین کے لیے شرکت کا باپردہ انتظام

زیر اہتمام: انجمن خدام القرآن پنجاب ملتان رجسٹرڈ

ایام تدریس: پیر تا جمعۃ المبارک

ملٹی میڈیا ایئر کنڈیشن کلاسز

موجودہ حالات کے تناظر میں ایس او پیز اور حفاظتی تدابیر کا حتی الامکان اہتمام کیا جائے گا

اوقات تدریس: صبح 8:15 تا 1:00 بجے دوپہر

قرآن اکیڈمی 25۔ آفیسر کالونی بوسن روڈ ملتان

quranacademymultan25@gmail.com

061-6520451

0300-6814664

رفقاء متوجہ ہوں ان شاء اللہ

”مسجد عائشہؓ قربان موڑ نزد مجاہد اول مزار غازی آباد آزاد کشمیر“ میں

30 مئی تا 5 جون 2021ء (بروز اتوار نماز عصر تا ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی تربیتی کورس

اور

4 تا 6 جون 2021ء (بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

امراء، نقباء و معاونین تربیتی ومشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اور امراء ونقباء ومعاونین متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0300-7879787 - 0347-5438187

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 78-35473375(042)

Vol: 30 Regd. No. C.P.L NO.114 No 19

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore